ہفت روزہ
خدام الدین
لاہور
بیادگار:
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی رح
شیرانوالہ دروازہ لاہور
۲۷ ذیقعد ۱۳۸۶ھ
۱۰ مارچ ۱۹۶۷ء
یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ◎ لاہور
ہدیہ ۲۵ پیسے

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

وَعَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَتَعَوَّذُ دُبُرَ الصَّلٰوۃِ بِھٰؤُلَاءِ الْکَلِمَاتِ: اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْجُبْنِ وَالْبُخْلِ، وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْ اَنْ اُرَدَّ اِلٰی اَرْذَلِ الْعُمُرِ وَ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ فِتْنَۃِ الدُّنْیَا، وَ اَعُوْذُبِکَ مِنْ فِتْنَۃِ الْقَبْرِ،،

(رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ)

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے بیان کرتے ہیں، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (تمام) نمازوں کے بعد ان کلمات کے ساتھ پناہ مانگتے تھے (جن کا ترجمہ یہ ہے) اے اللہ میں تیرے ذریعہ نامردی اور بخل سے پناہ مانگتا ہوں اور اس چیز سے پناہ چاہتا ہوں کہ ناکارہ عمر کی طرف لوٹا دیا جاؤں اور دنیا کے فتنہ سے پناہ چاہتا ہوں اور قبر کے فتنہ سے تجھ سے پناہ مانگتا ہوں (اس حدیث کو امام بخاری نے روایت کیا ہے)

وَعَنْ مُعَاذٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَخَذَ بِیَدِہٖ، وَقَالَ: ,, یَا مُعَاذُ، وَاللّٰہِ اِنِّیْ لَاُحِبُّکَ،، فَقَالَ: اُوْصِیْکَ یَا مُعَاذُ لَاتَدَعَنَّ فِیْ دُبُرِ کُلِّ صَلٰوۃٍ تَقُوْلُ: اَللّٰھُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی ذِکْرِکَ، وَشُکْرِکَ وَحُسْنِ عِبَادَتِکَ، رَوَاہُ اَبُوْدَاؤدَ بِاِسْنَادٍ صَحِیْحٍ

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، بیان کرتے ہیں۔ کہ ایک روز حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑا اور ارشاد فرمایا۔ کہ اے معاذ! خدا کی قسم میں تجھ کو دوست رکھتا ہوں، پھر فرمایا اے معاذ! میں تجھ کو وصیت کرتا ہوں کہ ان کلمات کا ہر نماز کے بعد کبھی ترک نہ کرنا (ترجمہ) اے اللہ تو اپنے ذکر اور شکر اور اپنی بہترین عبادت میں میری مدد فرما

وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: اَقْرَبُ مَا یَکُوْنُ الْعَبْدُ مِنْ رَّبِّہٖ وَھُوَ سَاجِدٌ فَاَکْثِرُوا الدُّعَآءَ، رَوَاہُ مُسْلِمٌ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ بیان کرتے ہیں۔ کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بندے کا اپنے رب سے قریب سے قریب ترین ہونا اس وقت ہوتا ہے جب کہ وہ سجدہ میں ہو اس لئے (سجدہ میں) دعا زیادہ کیا کرو (مسلم)

وَعَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا قَالَتْ اِفْتَقَدْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَیْلَۃٍ فَتَحَسَّسْتُ فَاِذَا ھُوَ رَاکِعٌ اَوْ سَاجِدٌ یَقُوْلُ: ,, سُبْحَانَکَ وَبِحَمْدِکَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ،، وَفِیْ رِوَایَۃٍ فَوَقَعَتْ یَدِیْ عَلٰی بَطْنِ قَدَمَیْہِ وَھُوَ فِی الْمَسْجِدِ وَھُمَا مَنْصُوْبَتَانِ وَھُوَ یَقُوْلُ: ,, اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِرِضَاکَ مِنْ سَخَطِکَ، وَبِمُعَافَاتِکَ مِنْ عُقُوْبَتِکَ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْکَ، لَا اُحْصِیْ ثَنَآءً عَلَیْکَ اَنْتَ کَمَا اَثْنَیْتَ عَلٰی نَفْسِکَ،، رَوَاہُ مُسْلِمٌ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے بیان کرتی ہیں کہ ایک رات میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بستر پر نہ پایا سو میں نے آپ کو تلاش کیا دیکھتی کیا ہوں کہ آپ رکوع یا سجدہ کی حالت میں یہ دعا پڑھ رہے ہیں سبحانک وبحمدک لا الہ الا انت" اور ایک روایت میں یہ مضمون اس طرح مذکور ہے (کہ میں نے آپ کو تلاش کیا، تو میرے ہاتھ آپ کے قدموں پر جا پڑے۔ جب کہ آپ سجدے میں تھے، اور آپ کے دونوں پاؤں کھڑے تھے، اور (سجدہ میں) کہہ رہے تھے (ترجمہ) اے اللہ میں پناہ مانگتا ہوں تیری رضا مندی کے ذریعہ تیرے غصہ سے اور تیری عافیت کے ذریعہ تیرے عذاب سے اور تیری رحمت کے ذریعے تیرے قہر سے میں تیری تعریف شمار نہیں کر سکتا۔ تو ویسا ہے جیسا تو نے خود اپنی تعریف کی (مسلم)

عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ کُنَّا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: اَیَعْجِزُ اَحَدُکُمْ اَنْ یَّکْسِبَ فِیْ کُلِّ یَوْمٍ اَلْفَ حَسَنَۃٍ! فَسَاَلَہٗ سَائِلٌ مِّنْ جُلَسَائِہٖ کَیْفَ یَکْسِبُ اَلْفَ حَسَنَۃٍ؟ قَالَ: ,, یُسَبِّحُ مِائَۃَ تَسْبِیْحَۃٍ فَیُکْتَبُ لَہٗ اَلْفُ حَسَنَۃٍ، اَوْ یُحَطُّ عَنْہُ اَلْفُ خَطِیْئَۃٍ،، رَوَاہُ مُسْلِمٌ قَالَ الْحُمَیْدِیُّ: کَذَا ھُوَ فِیْ کِتَابِ مُسْلِمٍ: ,, اَوْ یُحَطُّ،، قَالَ الْبَرْقَانِیُّ: وَرَوَاہُ شُعْبَۃُ، وَاَبُوْعَوَانَۃَ وَیَحْیَی الْقَطَّانُ، عَنْ مُوْسَی الَّذِیْ رَوَاہُ مُسْلِمٌ مِنْ جِھَتِہٖ فَقَالُوْا: ,, وَیُحَطُّ،، بِغَیْرِ اَلِفٍ

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، بیان کرتے ہیں۔ کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا، کہ کیا تم میں کوئی اس بات کی طاقت نہیں رکھتا۔ کہ ہر روز ایک ہزار نیکیاں کمائے، حاضرین میں سے ایک شخص نے آپ سے دریافت کیا۔ کہ ایک ہزار نیکیاں کیسے کمائے آپ نے ارشاد فرمایا کہ سو مرتبہ "سبحان اللہ" پڑھے تو ایک ہزار نیکیاں لکھی جائیں گی یا اس کے ہزار گناہ دور کئے جائیں گے (مسلم) امام نووی فرماتے ہیں کہ حمیدی محدث نے کہا ہے کہ کتاب مسلم میں او یحط (شک کے ساتھ) اسی طریقہ سے مذکور ہے اور امام برقانی نے بیان کیا۔ کہ اس حدیث کو شعبہ اور ابوعوانہ اور یحیی القطان نے اسی موسیٰ راوی سے ذکر کیا ہے جس سے مسلم نے حدیث ذکر کی ہے۔ اسی طریقہ سے تو انہوں نے اس لفظ کو ویحط بغیر الف کے کہا ہے۔

عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: یُصْبِحُ عَلٰی کُلِّ سُلَامٰی مِنْ اَحَدِکُمْ صَدَقَۃٌ فَکُلُّ تَسْبِیْحَۃٍ، صَدَقَۃٌ، وَکُلُّ تَحْمِیْدَۃٍ صَدَقَۃٌ وَکُلُّ تَھْلِیْلَۃٍ صَدَقَۃٌ وَ کُلُّ تَکْبِیْرَۃٍ صَدَقَۃٌ وَاَمْرٌ بِالْمَعْرُوْفِ صَدَقَۃٌ وَنَھْیٌ عَنِ الْمُنْکَرِ صَدَقَۃٌ وَیُجْزِیُٔ مِنْ ذٰلِکَ رَکْعَتَانِ یَرْکَعُھُمَا مِنَ الضُّحٰی،، رَوَاہُ مُسْلِمٌ

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے ہر ایک کے جوڑ جوڑ پر صدقہ صبح کرتا ہے (یعنی واجب ہوتا ہے) چنانچہ ہر بار سبحان اللہ کہنا صدقہ ہے اور ہر بار الحمدللہ کہنا صدقہ ہے اور ہر مرتبہ لا الہ الا اللہ کہنا صدقہ ہے اور ہر مرتبہ "اللہ اکبر" کہنا صدقہ ہے۔ اور امر بالمعروف (نیکی کا حکم کرنا) صدقہ ہے۔ اور نہی عن المنکر (برائی سے منع کرنا) بھی صدقہ ہے۔ اور چاشت کی نماز کی دو رکعت جو پڑھی جائیں۔ وہ ان سب سے کفایت کر جائیں گی (مسلم)

تمنا ہے اگر تجھ کو حصول باغ رضوان کی
صمیم قلب سے تعمیل کر احکام قرآن کی
رسول اللہ کے اصحاب جس رستے سے گزرے ہیں
وہی راہ ہدایت ہے وہی منزل ہے عرفان کی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ایڈیٹر
مناظر حسین نظر
ٹیلیفون
۶۷۵۴۵

ہفت روزہ
خدام الدین
لاہور

سالانہ
گیارہ روپے
ششماہی
چھ روپے

جلد ۱۲ | ۲۷ ذی قعدہ ۱۳۸۶ھ بمطابق ۱۰ مارچ ۱۹۶۷ء | شمارہ ۴۳

ہم آہ بھی کرتے ہیں تو ہو جاتے ہیں بدنام
وہ قتل بھی کرتے ہیں تو چرچا نہیں ہوتا

ڈپٹی کمشنر ساہیوال نے اپنے ایک میمورنڈم کے ذریعے ملک کے مشہور عالمِ دین حضرت مولانا حبیب اللہ فاضل رشیدی ناظمِ اعلیٰ جامعہ رشیدیہ منٹگمری کو "احمدیہ فرقے اور رویت ہلال کمیٹی" پر کسی قسم کی تنقید یا تبصرہ سے باز رہنے کا نوٹس دیا ہے۔ انہوں نے اپنے حکمنامے میں تحریر فرمایا ہے کہ ایس۔پی۔ ساہیوال کی معرفت انہیں پتہ چلا ہے کہ مولانا موصوف جامعہ رشیدیہ کی مسجد میں خطبۂ جمعہ کے دوران احمدیہ فرقے اور رویت ہلال کمیٹی کو نشانۂ تنقید بناتے ہیں اور اس کی وجہ سے شہر میں فرقہ وارانہ منافرت اور کھچاؤ پیدا ہو رہا ہے۔ اس لئے وہ آئندہ ان ہر دو موضوعات پر خطبۂ جمعہ کے دوران کوئی اظہار رائے نہ کریں۔ ورنہ ویسٹ پاکستان مینٹیننس آف پبلک آرڈر کے تحت ان کے خلاف قانونی کارروائی کی جائے گی۔

جہاں تک ڈپٹی کمشنر ساہیوال کے اس میمورنڈم یا انتباہ کا تعلق ہے ہمیں اپنے اس حسنِ ظن کا اظہار کرنے میں کوئی باک نہیں کہ انہوں نے رواداری اور سمجھ داری کا ثبوت دیا ہے اور معاملہ کی نزاکت کو سمجھتے ہوئے کسی قسم کے الجھاؤ کے بغیر باہمی افہام و تفہیم سے اس کو سلجھانے کی راہ پیدا کی ہے۔ ورنہ اگر وہ پولیس کی رپورٹ پر براہ راست کوئی فوری اقدام کر بیٹھتے تو انہیں اس سے کون روک سکتا تھا تاہم اس مرحلہ پر ہم ڈی۔سی صاحب کے بجائے حکومت سے یہ سوال کرنا چاہتے ہیں کہ آخر اس قسم کے اقدامات یکطرفہ کیوں ہو رہے ہیں اور قادیانی فرقے کے لوگوں کو کیوں ہدایات جاری نہیں کی جاتیں کہ وہ بھی اپنی زبانوں کو بند رکھیں اور نت نئی قسم کی اشتعال انگیزیوں سے باز آ جائیں۔ درحقیقت مسلمان علماء تو عوام کا ایمان بچانے کے لئے دفاعی تقاریر کرتے ہیں اور امتِ قادیانیہ کی طرف سے پھیلائی گئی غلط فہمیوں اور فتنہ پردازیوں کا ازالہ کرتے ہیں یہ علماء کا مذہبی فریضہ اور شہری حق ہے جسے چھیننا یقیناً مداخلت فی الدین اور غیر جمہوری و غیر قانونی اقدام ہے۔ ہمارے سامنے اس قسم کے بیشتر واقعات ہیں کہ امتِ قادیانیہ کے بعض سرکردہ افراد نے ملکی دستور کے علی الرغم قانون کو اپنے ہاتھ میں لیتے ہوئے اور افسری اثر و رسوخ کے بل بوتے پر ملک کے کئی مقامات میں عام مسلمانوں سے بہیمانہ، انسانیت کش اور ایمان سوز سلوک کیا۔ ابھی چند دنوں کی بات ہے کہ چنیوٹ کے دو مسلمان طالب علم ٹی۔آئی کالج کے پرنسپل سے اپنے کاغذاتِ داخلہ تصدیق کرانے کے لئے ربوہ گئے۔ لیکن انہیں ربوہ کے ناظم الامور نے شام تک حبس بے جا میں رکھا، کوڑوں سے بری طرح زد و کوب کرایا، قتل کرنے کی دھمکیاں دیں اور بالآخر بعض افراد کی مداخلت پر اُن سے خود ساختہ اور من گھڑت معافی ناموں پر دستخط لے کر رہا کیا۔ چنانچہ سننے میں آیا ہے کہ ہر دو طالب علموں نے ریذیڈنٹ مجسٹریٹ چنیوٹ کی عدالت میں استغاثہ بھی دائر کر دیا ہے اور اب بعض قادیانی افسر اپنے اثر و رسوخ سے کام لے کر اسے ختم کرانے کی کوششوں میں لگے ہوئے ہیں۔

غرض اس قسم کے بہت سے نظائر ہیں جنہیں بطورِ شہادت پیش کیا جا سکتا ہے اور یہ تازہ واقعہ ان کا مؤید ہے۔ لیکن چونکہ یہ معاملہ جیسا کہ سنا گیا ہے اس وقت عدالت میں ہے اس لئے ہم اس پر کسی قسم کی رائے زنی سے قاصر ہیں اور اس کا فیصلہ عدالت کی صوابدید پر چھوڑتے ہیں۔ علاوہ ازیں بعض معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ سندھ کے کسی شہر میں ایک قادیانی مبلغ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کی اور مسلمانوں کے جذبات کو مجروح کیا۔ اسی طرح دیگر قادیانی مبلغین بھی مختلف مقامات پر خلاف اسلام اور اشتعال انگیز سرگرمیوں میں مصروف ہیں جن کی بناء پر علماء کرام اور عوام میں اضطراب اور بے چینی کا پھیلنا ناگزیر ہے۔ پھر مرزا غلام احمد قادیانی کی وہ تحریریں اس پر مستزاد ہیں جن میں انہوں نے نہ صرف عام مسلمانوں کو کنجریوں کی اولاد کہا ہے بلکہ امام حسین رضی اللہ عنہ، سیدۃ النساء فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا، دیگر بزرگوں اور بعض جلیل القدر پیغمبروں تک کو ہدف تنقید بنایا اور ان کی توہین کی ہے۔ مزید برآں ان کی بعض کتابیں ایسی بھی ہیں جن میں لعنت کا استعمال اس کثرت سے کیا گیا ہے کہ لعنت کے سوا ان کتابوں میں کچھ نظر ہی نہیں آتا۔ مگر حکومت نے آج تک نہ اس قسم کی تحریروں کی ضبطی کے احکام صادر فرماتے ہیں اور نہ قادیانیوں کے خلاف قانونی اور اسلام دشمن سرگرمیوں کا نوٹس لیا ہے۔ اس کے برعکس اگر مسلمان علماء کرام ان خلافِ اسلام اور ملک و ملت کش سرگرمیوں کی روک تھام کے لئے واویلا کرتے ہیں اور اپنا دینی فریضہ ادا کرتے ہیں تو ان پر پابندیاں عائد کر دی جاتی ہیں جس کے متعلق اس کے سوا اور کیا کہا جا سکتا ہے ؎

ہم آہ بھی کرتے ہیں تو ہو جاتے ہیں بدنام
وہ قتل بھی کرتے ہیں تو چرچا نہیں ہوتا

ہمارے خیال میں اس کی بڑی وجہ جو ہم سمجھ سکے ہیں یہی ہے کہ جو لوگ

(باقی صـ۱۷ پر)

۱۲ ذی قعدہ ۱۳۸۶ھ بمطابق ۲۳ فروری ۱۹۶۷ء

کبر و غرور سے بچئے اور ہر گھڑی یادِ الٰہی میں شاغل رہئیے

حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ العالی

الحمد للہ وکفیٰ وسلامٌ علیٰ عبادہ الّذین اصطفیٰ : امّا بعد : فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرّجیم : بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم ط :-

فَاذْكُرُونِىٓ أَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوا لِى وَلَا تَكْفُرُونِ ۝

مجھے یاد کرتے رہو میں بھی تمہیں یاد کرتا رہوں گا اور میری شکرگذاری کرتے رہو اور میری ناشکری نہ کرو۔

بزرگانِ محترم! انسان کو ہر وقت اللہ تعالےٰ کی یاد میں لگے رہنا چاہیئے۔ لکھتے پڑھتے، سوتے جاگتے، بولتے چالتے، ملتے جلتے سب میں رضاءِ الٰہی کو مقدم رکھنا چاہیئے اور کسی وقت بھی یادِ خداوندی سے غافل نہ ہونا چاہیئے۔ بندے کی سب سے بڑی کامیابی یہی ہے کہ وہ اپنے مالک کے حکم بجا لاتا رہے اور ہمت و شوق سے اس کی راہ پر چلتا رہے۔ چنانچہ اگر بندہ حق تعالیٰ سبحانہ کی یاد میں شاغل رہے گا اس کا ذکر ہر گھڑی اور ہر لمحہ کرتا رہے گا تو اللہ تعالےٰ بھی اپنے بندے پر دنیا و آخرت دونوں میں اپنے خصوصی فضل و کرم کی بارش کرتا رہے گا۔ بندہ اِدھر سے حق تعالیٰ سبحانہ کی یاد میں لگا رہیگا تو اُدھر سے بھی سرفرازی ہوتی رہے گی۔ ذکر الٰہی کی مداومت کے ساتھ ساتھ بندہ پر حق تعالےٰ سبحانہ کے انعامات کی شکرگذاری بھی لازم ہے۔ شکرگذاری کی بہترین تعریف یہ ہے کہ اللہ کی دی ہوئی نعمتوں کو اللہ ہی کے کاموں میں لگایا جائے۔ توحید اور ایمان و اسلام کے حقوق بندہ پوری طرح ادا کرتا رہے۔ اس کے علاوہ کفرانِ نعمت سے بچے۔ اللہ کے دئیے ہوئے قویٰ کو اللہ کی نافرمانی سے بچائیے اور ہر چیز میں مالک و معبود حقیقی کی رضا کو سامنے رکھے۔

محترم حضرات! اللہ تعالےٰ کا ہم پر فضل و احسان ہے کہ اس نے ہمیں ایمان کی دولت سے نوازا اور اپنی یاد کی توفیق دی۔ یہ مجلس ذکر میں آنا، ذکر الٰہی کرنا اور پھر دوسرے اوقات میں بھی یادِ الٰہی میں شاغل رہنا اللہ کے فضل سے ہی ہو سکتا ہے۔ وہ اگر توفیق نہ دے تو کچھ بھی نہیں ہو سکتا۔ اس وقت کتنے ہی لوگ ہوں گے جو بُرے کاموں میں مصروف اور لہو و لعب کا شکار ہوں گے لیکن اللہ نے ہمیں اپنے گھر میں حاضر ہو کر اپنی یاد کی توفیق دی ہے۔ یہ محض اس کا فضل و احسان ہے اور ہمیں اس احسان کا شکرگذار ہونا چاہیئے۔ لیکن ساتھ ہی یہ بات بھی ذہن میں رکھئے کہ انسان کو عبادات پر مغرور ہرگز نہ ہونا چاہیئے۔ تکبّر اور عُجب کو پاس بھی نہ پھٹکنے دینا چاہیئے ـــــ ہمارے حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے ایک بے عمل اور گنہگار شخص اُس عابد سے بہتر ہے جو عبادت کے بعد کبر کرتا ہو، غرور رکھتا ہو اور ریاکار ہو ـــ کیونکہ اللہ تعالےٰ جل شانہٗ کبر کو ہرگز پسند نہیں فرماتے اور ریاکار کی عبادت ہرگز قبول نہیں ہوتی۔ پس نہایت عاجزی اور اخلاص سے اللہ تعالےٰ کی عبادت کرنی چاہیئے۔ ساری عزت اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔ وہ ایمان و اخلاص اور تواضع کو پسند فرماتا ہے۔ انسان کی عاجزی اللہ کو بڑی محبوب ہے۔ چنانچہ قاعدہ بھی یہی ہے کہ درخت پر جتنا پھل ہوتا ہے وہ اتنا ہی جھکا ہوا ہوتا ہے اور بغیر پھل کے درخت تنے ہوتے ہوتے ہیں پس جس انسان کے پاس ایمان و اخلاص اور عمل کا جتنا سرمایہ ہوگا وہ اتنا ہی بارگاہِ خداوندی میں جھکا ہوا اور فنائیت کا مجسمہ ہوگا ـــ سیدی و مولائی شیخ العرب والعجم حضرت مولانا حسین احمد مدنی نوّر اللہ مرقدہٗ کو جن لوگوں نے دیکھا ہے وہ جانتے ہیں کہ حضرت شیخ رح بڑے ہی متواضع اور بے نفس تھے۔ اور ان کی ہستی کامل طور پر فنا ہو چکی تھی ـــ ان کا ایک واقعہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ اکثر بیان فرمایا کرتے تھے کہ وہ بیت اللہ شریف حج کے لیئے تشریف لے گئے وہاں حضرت مولانا عبداللہ فاروقی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کا جوتا اٹھا لیا۔ بس پھر کیا تھا حضرت شیخ رح نے حضرت مولانا عبداللہ صاحب رح کا جوتا اپنے سر پر رکھ لیا اور اس وقت تک سر سے نہیں ہٹایا جب تک کہ مولانا فاروقی رح نے آئندہ کے لئے ایسا نہ کرنے کا عہد کر لیا ـــ علاوہ ازیں حضرت شیخ رح ہمیشہ اپنے نام کے ساتھ "ننگِ اسلاف حسین احمد" لکھتے رہے حالانکہ ان کا مقام یہ تھا کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ قسم کھا کر فرمایا کرتے تھے کہ ساری دنیا میں حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی کوئی نظیر اس وقت موجود نہیں ہے حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اُن کے متعلق یہ فرمایا تھا کہ پہلے تو ہم حضرت مولانا حسین احمد صاحب رح کو بس ایک عالم ہی سمجھتے تھے۔ لیکن ایک دن عالمِ جذب میں جو دیکھا تو جہاں مولانا حسین احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاؤں تھے وہاں ہمارا سر تھا۔ حضرت امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہ حضرت شیخ مدنی رح کو تقویٰ کا پہاڑ کہا کرتے تھے اور ان کا نام زبان پر آتے ہی عقیدت سے دل و نگاہ کو جھکا دیتے تھے۔ مگر حضرت شیخ رح کی بے نفسی اور فنائیت کا یہ حال تھا کہ ایک مرتبہ گاڑی میں سفر کر رہے تھے گاڑی میں کوئی بڑھیا بیت الخلاء کے اندر گئی اور فراغت کے بعد باہر آگئی۔ اس کے بعد ایک بابو صاحب بیت الخلاء کے اندر گئے اور فوراً ہی باہر نکل آئے باہر نکلتے ہی انہوں نے شور برپا کر دیا۔ کس قدر بدتمیز لوگ ہیں پاخانہ بیٹھنا

(باقی ص۱۷ پر)

۲۰ ذی قعدہ ۱۳۸۶ھ بمطابق ۳ مارچ ۱۹۶۷ء

اسلام کی جڑ توحید اور "اخلاص فی العبادت" ہے

حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ العالی

الحمد للہ وکفیٰ وسلامٌ علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ : امّابعد : فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم :
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم :-

قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَ نُسُکِیْ وَ مَحْیَایَ وَ مَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۙ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَ بِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَ اَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ ۝

(سورۃ الانعام ۔ رکوع ۲۰)

ترجمہ : کہہ دو بے شک میری نماز اور میری قربانی اور میرا جینا اور میرا مرنا اللہ ہی کے لئے ہے جو سارے جہان کا پالنے والا ہے ۔ اس کا کوئی شریک نہیں اور مجھے اسی کا حکم دیا گیا تھا اور میں سب سے پہلے فرمانبردار ہوں ۔

حاشیہ شیخ الاسلام رح

اس آیت میں توحید و تفویض کے سب سے اونچے مقام کا پتہ دیا گیا ہے ۔ جس پر ہمارے سیّد و آقا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فائز ہوتے ۔ نماز اور قربانی کا خصوصیت سے ذکر کرنے میں مشرکین پر جو بدنی عبادت اور قربانی غیراللہ کے لئے کرتے تھے تصریحاً رد ہو گیا ۔

بزرگانِ محترم ! یہ بات ہر مسلمان جانتا ہے کہ حق تعالےٰ سبحانہٗ نے دنیا بھر کے انسانوں کے لئے اس دنیا میں زندگی گذارنے کا فقط ایک ہی طریقہ مقرر کیا ہے جس کا نام دینِ قیّم یا صراطِ مستقیم ہے ۔ یہ راستہ بتلانے کے لئے اللہ تعالےٰ نے دنیا میں وقتاً فوقتاً اپنے رسول بھیجے اور وہ انسانوں کو اپنے اپنے زمانے میں وہ باتیں بتلاتے رہے جو اس زمانے کے لحاظ سے دین پر قائم رہنے کے لئے ضروری تھیں ۔ سب سے آخر میں نبیٔ آخر الزمان امام الانبیاء والمرسلین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نوعِ انسانی کے لئے آخری ہدایت نامہ اور دستور العمل قرآن مجید لے کر دنیا میں تشریف لائے جس میں انسان کے لئے زندگی کے تمام قاعدوں اور قانونوں کو جمع کر دیا گیا ہے ۔ چنانچہ اب حق تعالےٰ سبحانہٗ کی طرف سے انسانوں کے لئے اعلانِ عام ہے کہ وہ اس ہدایت نامے اور جامع واکمل دستورِ حیات کی روشنی میں عقل سے کام لے کر کھرے اور کھوٹے میں فرق کریں ۔ اور اس کے بتلائے ہوئے سیدھے راستہ پر چلیں یہ راستہ اسلام ہے اور اس کے پیش کرنے والے "اوّل المسلمین" حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں ــــ غرض اس آیتِ مبارکہ میں "اسلام" کا خلاصہ دیا گیا ہے ۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد ہو رہا ہے کہ اے ہمارے پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ بت پرست ، آتش پرست ، توہم پرست اور خواہش کے بندے اور کافر و مشرک وغیرہ آپ کے سامنے اپنا اپنا طریقہ پیش کرتے ہیں آپ ان سے فرما دیجئے کہ بالیقین میری نماز ، میری قربانی ، میری تمام عبادات ، میرا جینا اور میرا مرنا سب کچھ اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہے جو پروردگار اور مالک ہے تمام جہانوں کا ــــــ یعنی وہی رب ہے اور وہی مستحقِ عبادت ہے ۔ اُس کی ذات اور صفات ، قوت اور حکومت میں کوئی شریک اور ساجھی نہیں ۔ مجھے یہی حکم دیا گیا ہے اور میں اس دین والوں میں سب سے پہلا ماننے والا اور سب فرمانبرداروں میں سب سے پہلا فرمانبردار ہوں ۔

حاصل یہ ہے کہ اسلام کی جڑ توحید اور "اخلاص فی العبادت" ہے ۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ بندگی ، پوجا ، قربانی ، منّت ، دعا ، عاجزی کا اظہار ، نماز روزہ ، خیر خیرات غرض ہر قسم کی عبادت اللہ تعالےٰ ہی کی کرنی چاہئے ۔ ان باتوں میں کسی کو اس کا شریک اور ساجھی نہیں بنانا چاہئے ۔ اس کے علاوہ زندگی کے سارے کام اُسی کے حکم کے مطابق کرنے ہیں اور زیست کا ہر لمحہ اُسی کی مرضی کے مطابق گذارنا ہے حتیّٰ کہ موت بھی اُسی کی راہ میں ہو ۔

پس اے برادرانِ عزیز ! اگر انسان چاہے کہ میری زندگی کا ہر لمحہ اور ہر عملِ حیات رضائے الٰہی کا ذریعہ بن جائے تو یہ مقصد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل اطاعت سے بفضلہٖ تعالےٰ آسانی سے حاصل ہو سکتا ہے ۔ اس صورت میں اس کا ہر کام عبادت میں شمار ہو گا ۔ اس کا کھانا پینا ، سونا جاگنا ، چلنا پھرنا ، کپڑا پہننا ، تجارت کرنا ، کھیتی باڑی کرنا ، ملازمت کرنا ، حتیّٰ کہ زندگی کا ہر لمحہ اور بول و براز تک رضاءِ الٰہی کا ذریعہ بن سکتے ہیں اور عبادت میں شمار ہو سکتے ہیں ۔ شرط صرف یہ ہے کہ وہ ہر کام کرتے وقت یہ نیّت کر لے کہ اے اللہ ! میں یہ کام فقط تیری رضاء کے لئے کر رہا ہوں ۔ اور اس سے دین کا فلاں حکم پورا ہو گا یا دین کا فلاں نفع وابستہ ہے ۔

خلاصہ بیان کا یہ ہے کہ ہماری زندگی کا مقصد اللہ تعالیٰ کی رضاء حاصل کرنا ہے ۔ اس مقصد

کو عملی جامہ پہنانے کے لئے دستور العمل، مکمل طریق کار اور جامع، صحیح اور مکمل پروگرام قرآن مجید ہے اور اس پر عمل کرنے کے لئے عملی نمونہ ہمارے سامنے سید المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا وجودِ گرامی ہے۔

قولہ تعالےٰ: لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ يَرْجُو اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللَّهَ كَثِيرًا ۝ (س الاحزاب ع ۳)

ترجمہ: البتہ تمہارے لئے رسول اللہ میں اچھا نمونہ ہے جو اللہ (کی ملاقات) اور قیامت کے دن پر یقین رکھتا ہے اور اللہ کو بہت یاد کرتا ہے۔

اصلی اور سچا دین

میرے عزیز بھائیو اور بہنو! اصلی اور سچا دین فقط وہی ہے جو اللہ تعالےٰ نے ہمیں قرآن مجید میں عطا فرمایا اور جس کا عملی نمونہ رحمت دو عالم، سیّد دو عالم، روحِ دو عالم جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ لہٰذا ہمارا فرض ہے کہ ہم اسی دین کو اللہ تعالےٰ کا دین سمجھیں اور اسی پر عمل کریں۔

نقلی اور جھوٹے دین

برادرانِ اسلام! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں نقلی اور جھوٹے دینوں کی بھی خبر دی ہے اور فرمایا ہے کہ لوگ ان کو بھی اسلام ہی کہیں گے۔ چنانچہ ترمذی شریف کی مشہور حدیث ہے:۔

بے شک بنی اسرائیل بہتر فرقوں میں تقسیم ہو گئے تھے اور میری امت تہتر فرقوں میں تقسیم ہو گی۔ سوائے ایک فرقے کے سب دوزخ میں جائیں گے۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) وہ کون سی جماعت ہو گی (جو بہشت میں جائے گی)، آپؐ نے فرمایا۔ جس طریقے پر میں اور میرے صحابہ کرام (رضوان اللہ علیہم اجمعین) ہیں۔

حاصل یہ نکلا آپؐ کی پیشین گوئی ہے کہ اُمتِ اسلامیہ کے بہتر فرقے گمراہ ہوں گے اور صرف ایک فرقہ جنتی ہو گا۔ جنتی فرقے ۴ والوں کی نشانی یہ ہے کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے تمام صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے نقشِ قدم پر چلنے والے ہوں گے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ جل شانہٗ وعم نوالہٗ مجھے اور آپ کو گمراہ فرقوں میں شامل ہونے سے بچاتے اور قرآن مجید، سنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام رضہ کے طرزِ عمل کے مطابق جو اسلام ہے اس کا پابند بنائے۔ آمین یا الٰہ العالمین!

ملفوظات حضرت غوث الاعظمؓ

(ماخوذ از فتح الربانی۔ ملفوظات حضرت شیخؒ)

مرتبہ و مرسلہ: جناب ایم اے چوہان اسسٹنٹ ڈائریکٹر محکمہ صنعت و حرفت مغربی پاکستان

سرتاج الاولیاء، امام ربانی، محبوب سبحانی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ کا ایمان افروز اور روح پرور کلام محتاجِ تعارف نہیں۔ آپ کی ذات ستودہ صفات مقاماتِ ولایت کے اعلیٰ و ارفع مقام پر فائز ہے۔ آپ ہمارے سلسلہ عالیہ قادریہ کے پیشوا اور ہادی ہیں۔

ہمارے کرم فرما جناب ایم اے چوہان صاحب نے "فتح الربانی" سے آپ کے چند جواہر پارے ارسال فرمائے ہیں جو ہدیۂ قارئین کرام کئے جا رہے ہیں۔ اللہ تعالےٰ سے دعا ہے کہ حضرت سیّدنا غوث الاعظم قدس سرہٗ کے مراتب مزید بلند فرمائے۔ ان فرمودات کے مطالعہ سے قارئین کو حقیقی اور ابدی نفع ہو اور مرتب صاحب کو اللہ تعالےٰ کثیر جزائے خیر عطا فرمائے (آمین) ادارہ

اللہ تعالےٰ جس سے بہتری کا ارادہ فرماتا ہے خلقت کے دروازے اس پر بند کرتا ہے اور ان کی عطا اس سے روک دیتا ہے۔ تاکہ اس کو اس ذریعہ سے اپنی طرف پھیرے۔

●

اللہ تعالےٰ کے سوا تیرا کوئی دوست نہیں۔ وہ تجھے تیرے لئے چاہتا ہے۔ اور اس کا غیر تجھے اپنے لئے چاہتا ہے

●

اللہ عزّ و جلّ کے غیر سے ڈرنا یا امید رکھنا ہوس ہے۔ سوائے اللہ عزّ و جلّ کے کوئی ہم کو ضرر یا نفع نہیں پہنچا سکتا۔ وہی ہے جس نے ہر ایک شے کا سبب بنایا حکم سبب پر وارد ہے

●

مالکوں کے مالک، پیدا کرنے والے، بڑے بزرگ، بڑے علم والے کا ہو جا۔ اس کی رحمت کے دامن اور عنایت سے تمسک کر اور اعتقاد رکھ کہ ضرر و نفع اللہ عزّ و جلّ سے ہے اور خیر و شر اس کے ہاتھ ہیں۔ ان کو مخلوق کے ہاتھ پر جاری کرتا ہے۔

●

توحید پر ایمان لانا فرض ہے۔ طلب حلال فرض۔ ضروری علم کی طلب فرض۔ عمل میں اخلاص فرض۔ عمل پر عوض کو چھوڑ دینا فرض۔

●

جب تجھ پر کام مشکل ہو جائے۔ اور تو نیک بخت اور منافق کے درمیان فرق نہ کر سکے تو رات کو اُٹھ اور دو رکعت نماز پڑھ اور پھر یہ کہہ۔ اللّٰھم دلّنی علی الصالحین من خلقک دلّنی علیٰ من یدلّنی علیک و یطعمنی من طعامک ولیسقنی من شرابک و یکحل عین قربی بنور معرفتک و یخبرنی بمارأی عیاناً لا تقلیداً۔

ترجمہ: اے اللہ اپنی مخلوق میں سے ایسا نیک آدمی ملا جو تیری طرف رہنمائی کرے، مجھے تیرا کھانا کھلائے اور تیری شراب پلائے اور میری قربت کی آنکھیں تیرے نورِ معرفت سے روشن کرے مجھے تجھ پر آگاہ کرے۔ ایسا بندہ ملا جس نے تجھے آنکھوں سے دیکھا ہو وہ نہیں جو محض رسمی تقلید کر رہا ہو۔

●

دن کو بھوک اور پیاس برداشت کرنا اور رات کے وقت حرام سے افطار کرنا تمہیں کیا فائدہ دے گا؟

محمد شفیع عمرالدین (حیدرآباد)

نجات کا دارومدار اخلاص پر ہے

اخلاص کے ساتھ اللہ تعالٰے وحدہٗ لا شریک لہٗ کی عبادت و اطاعت کرو۔ نفاق ریاکاری، اور شرک سے دور رہو۔

اِنَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ فَاعْبُدِ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ ؕ اَلَا لِلّٰهِ الدِّيْنُ الْخَالِصُ ؕ وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ ۘ مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَآ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ فِيْ مَا هُمْ فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ۬ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ هُوَ كٰذِبٌ كَفَّارٌ ۝ (الزمر۔ آیت ۲۔۳)

ترجمہ۔ بے شک ہم نے یہ کتاب ٹھیک طور پر آپ کی طرف نازل کی ہے۔ پس تو خالص اللہ ہی کی فرمانبرداری مدِنظر رکھ کر اُسی کی عبادت کر۔ خبردار! خالص فرمانبرداری اللہ ہی کے لئے ہے۔ اور جنہوں نے اس کے سوا اور کارساز بنا لئے ہیں۔ ہم ان کی عبادت نہیں کرتے مگر اس لئے کہ وہ ہمیں اللہ سے قریب کر دیں بے شک اللہ ان کے درمیان ان باتوں میں فیصلہ کرے گا جن میں وہ اختلاف کرتے تھے۔ بے شک اللہ اُسے ہدایت نہیں کرتا جو جھوٹا، ناشکر گزار ہو۔

حاشیہ حضرت مولٰنا شبیر احمد صاحب عثمانیؒ

یعنی حسبِ معمول اللہ کی بندگی کرتے رہیئے جو شوائب شرک و ریاء وغیرہ سے پاک ہو۔ اسی کی طرف قولاً و فعلاً لوگوں کو دعوت دیجئے اور اعلان کر دیجئے۔ کہ اللہ اسی بندگی کو قبول کرتا ہے جو خالص اسی کے لئے ہو۔ عمل خالی از اخلاص کی اللہ کے ہاں کچھ پوچھ نہیں۔

عموماً مشرک لوگ یہ ہی کہا کرتے ہیں۔ کہ چھوٹے خداؤں اور دیوتاؤں کی پرستش کر کے ہم بڑے خدا سے نزدیک ہو جائیں گے اور وہ ہم پر مہربانی کریگا جس سے ہمارے کام بن جائیں گے اس کا جواب دیا کہ ان لچر پوچ حیلوں سے توحید خالص میں جو جھگڑے ڈال رہے ہو اور اہل حق سے اختلاف کر رہے ہو اُس کا عملی فیصلہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آگے حل کر ہو جائے گا

یعنی جس نے دل میں یہ ٹھان لی کہ کبھی بات کو نہ مانوں گا۔ جھوٹ اور ناحق ہی پر ہمیشہ اڑا رہوں گا۔ منعمِ حقیقی کو چھوڑ کر جھوٹے محسنوں کی بندگی کروں گا اللہ کی عادت ہے کہ ایسے بد باطن کو فوز و کامیابی کی راہ نہیں دیتا۔

عبادت میں اخلاص

قُلْ اِنِّيْٓ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ ۙ وَاُمِرْتُ لِاَنْ اَكُوْنَ اَوَّلَ الْمُسْلِمِيْنَ ۝ قُلْ اِنِّيْٓ اَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ رَبِّيْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ۝ قُلِ اللّٰهَ اَعْبُدُ مُخْلِصًا لَّهٗ دِيْنِيْ ۙ فَاعْبُدُوْا مَا شِئْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ ؕ قُلْ اِنَّ الْخٰسِرِيْنَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَاَهْلِيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ اَلَا ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ (الزمر۔ آیت ۱۰۔۱۵)

ترجمہ۔ کہہ دو مجھے حکم ہوا ہے۔ کہ اللہ کی اس طرح عبادت کروں کہ عبادت کو اس کے لئے خاص رکھوں۔ اور مجھے یہ بھی حکم ہوا ہے کہ میں سب سے پہلا فرمانبردار ہوں۔ کہہ دو میں بڑے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں اگر اپنے رب کی نافرمانی کروں۔ کہہ دو میں خالص اللہ ہی کی اطاعت کرتے ہوئے اُس کی عبادت کرتا ہوں۔ پھر تم اُس کے سوا جس کی چاہو عبادت کرو۔ کہہ دو خسارہ اُٹھانے والے وہ ہیں جنہوں نے اپنے جان اور اپنے گھر والوں کو قیامت کے دن خسارہ میں ڈال دیا۔ یاد رکھو! یہ صریح خسارہ ہے

حاشیہ حضرت شیخ التفسیر مولٰنا احمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

آپ کو حکم ہوا ہے کہ سب سے پہلے آپ صحیح نمونہ بن کر دکھائیں۔

اگر خدا نخواستہ بفرضِ محال مجھ سے اس کی خلاف ورزی ہو جائے تو مجھے بھی گرفت ہو سکتی ہے۔

میں تو اِخلاص فی العبادۃ کے حکم کی پوری تعمیل کرتا ہوں۔

اگر تم نہیں مانتے تو جس کی عبادت دل چاہے کرو۔ لیکن قیامت کے دن نقصان اٹھاؤ گے

شیطان سے بچو

مخلص بندے ہی شیطان کی گمراہی سے بچے رہتے ہیں ورنہ شیطان نے تو بنی آدم کو گمراہ کرنے کا تہیہ کر رکھا ہے۔

قَالَ فَبِعِزَّتِكَ لَاُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۙ اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ ۝ (ص آیت ۸۲۔۸۳)

ترجمہ۔ (شیطان نے) عرض کی تیری عزت کی قسم! میں ان سب کو گمراہ کروں گا۔ مگر ان میں جو تیرے خالص بندے ہوں گے۔

مگر اللہ تعالٰے کے مخلص بندوں پر شیطان کا داؤ نہیں چل سکتا۔

اِنَّ عِبَادِيْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ اِلَّا مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْغٰوِيْنَ ۝ (الحجر آیت ۴۲)

ترجمہ۔ بے شک میرے بندوں پر تیرا کچھ بھی بس نہیں چلے گا۔

شیطان اور اس بہکاوے میں آکر گمراہ ہونے والوں کی آخرت برباد ہے

وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝ (الحجر آیت۔ ۴۳)

ترجمہ۔ اور بے شک ان سب کا وعدہ دوزخ پر ہے

پکا اور مخلص اور توحید پرست

لہٰذا ہر فرد و بشر کو شیطان کے فریب سے بچنے کے لئے پکا اور مخلص توحید پرست بننا چاہئے

فَادْعُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ۝ (المومن آیت ۱۴)

ترجمہ۔ پس اللہ کو پکارو اس کے لئے عبادت کو خالص کرتے ہوئے۔ اگرچہ کافر بُرا منائیں

(ف) یعنی بندوں کو چاہئے سمجھ سے کام لیں۔ اور ایک خدا کی طرف رجوع ہو کر اُسی کو پکاریں۔ اُس کی بندگی میں کسی کو شریک نہ کریں۔ بے شک مخلص بندوں کے اس موحدانہ طرزِ عمل سے کافر و مشرک ناک بھوں چڑھائیں گے کہ سارے دیوتا اڑا صرف ایک ہی خدا رہنے دیا گیا۔ مگر پکا موحد وہ ہی ہے جو مشرک کے

مجمع میں توحید کا نعرہ بلند کرے - اور اُن کے بُرا ماننے کی اصلاً پروا نہ کرے۔"
(حضرت مولانا عثمانیؒ)

دین محکم پر استقامت

وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۙ حُنَفَآءَ وَيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوا الزَّكٰوةَ وَذٰلِكَ دِيْنُ الْقَيِّمَةِ ۝ (البینۃ - آیت - ۵)

ترجمہ - اور انہیں صرف یہی حکم دیا گیا تھا کہ اللہ کی عبادت کریں ایک رُخ ہو کر خالص اسی کی اطاعت کی نیت سے اور نماز قائم کریں - اور زکوٰۃ دیں اور یہی محکم دین ہے -

حاصل یہ نکلا کہ دین محکم کے یہ اصول ہیں
(۱) خالص اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں۔
(۲) حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرح شرک سے دور رہیں - اور توحید پر مستحکم رہیں۔
(۳) نماز قائم رکھیں
(۴) زکوٰۃ دیں۔

یہ حکم اہل کتاب کو ملا تھا مگر انہوں نے ان احکام سے پہلوتہی کی اور گمراہی کا راستہ اختیار کیا - اور حضرت سیدنا محمد رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لا کر مذکورہ بالا اصولوں پر کاربند نہ رہے - اس لئے دوزخ کا ایندھن بنے

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَالْمُشْرِكِيْنَ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ اُولٰۗىِٕكَ هُمْ شَرُّ الْبَرِيَّةِ ۝ (البینۃ - آیت ۶)

ترجمہ - بے شک جو لوگ اہل کتاب میں سے منکر ہوئے اور مشرکین وہ دوزخ کی آگ میں ہوں گے - اس میں ہمیشہ رہینگے یہی لوگ بدترین مخلوقات ہیں۔

مسلمانوں کو من جملہ دیگر احکام کے مذکورہ بالا اصولوں پر بھی عمل کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اب جو اخلاص کے ساتھ ان اصولوں پر چلیں گے - اور ..... اسوۂ حسنہ کے مطابق زندگی بسر کریں گے - ان کو آخرت میں نجات نصیب ہوگی

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ اُولٰۗىِٕكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ ۝ جَزَاۗؤُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ۭ ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ رَبَّهٗ ۝ (البینۃ - آیت ۷ - ۸)

ترجمہ - بے شک جو لوگ ایمان لائے - اور نیک کام کئے یہی بہترین مخلوقات ہیں - ان کا بدلہ ان کے رب کے ہاں ہمیشہ رہنے کے بہشت ہیں - ان کے ہاں نہریں بہتی ہوں گی - وہ ان میں ہمیشہ رہینگے اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اس سے راضی ہوئے - یہ اس کے لئے جو اپنے رب سے ڈرتا ہے۔

اُخروی زندگی

لہٰذا بندے کو چاہئے کہ شریعت کے سب احکام پر چلے - اور استقامت اور اخلاص کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا رہے تاکہ آخرت کی زندگی کی کامیابی حاصل ہو جائے۔

قُلْ اَمَرَ رَبِّيْ بِالْقِسْطِ ۣ وَاَقِيْمُوْا وُجُوْهَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ڛ كَمَا بَدَاَكُمْ تَعُوْدُوْنَ ۝ (الاعراف - آیت ۲۹)

ترجمہ - کہہ دو میرے رب نے انصاف کا حکم دیا ہے - اور ہر نماز کے وقت اپنے منہ سیدھے کرو - اور اس کے خالص فرمانبردار ہو کر اسے پکارو - جس طرح تمہیں پہلے پیدا کیا ہے - اسی طرح دوبارہ پیدا ہو گے

(ف) خالص فرمانبردار ہو کر اللہ تعالیٰ کو پکارنے کے یہ معنی ہیں کہ عبادت میں استقامت ہو - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو طریقہ مقرر فرمایا ہے اسی طریقہ پر عبادت کی جائے - بدعت اور شرک سے دوری ہو - کیونکہ جو عبادت شریعت کے مطابق نہ ہو وہ اللہ تعالیٰ قبول نہیں فرماتا۔

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مکتوب شریف میں فرماتے ہیں کہ ہندوستان کے براہمنوں اور یونان کے فلسفیوں نے ریاضتوں اور مجاہدوں میں کوئی کسر نہیں چھوڑی - کیونکہ ان کی یہ ریاضتیں حضرات انبیاء علیہم السلام شریعتوں کے (یعنی) مطابق نہ تھیں اس لئے اللہ تعالیٰ کے حضورؐ میں وہ مردود ہیں (اور قابل قبول اور ثواب کے لائق نہیں) اور وہ آخرت کی نجات سے محروم ہیں - (مکتوب [illegible] دفتر اول)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کا حکم

ہر معاملے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کریں۔

(۱) قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ (آل عمران - آیت - ۳۱)

ترجمہ - کہہ دو اگر تم اللہ کی محبت رکھتے ہو تو میری تابعداری کرو - تاکہ اللہ تم سے محبت کرے - اور تمہارے گناہ بخش دے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے

حاشیہ شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ

دشمنانِ خدا کی موالات و محبت سے منع کرنے کے بعد خدا سے محبت کرنے کا معیار بتلاتے ہیں - یعنی اگر دنیا میں آج کسی شخص کو اپنے مالک حقیقی کی محبت کا دعویٰ یا خیال ہو تو لازم ہے کہ اُس کو اتباع محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی کسوٹی پر کس کر دیکھ لے، سب کھرا کھوٹا معلوم ہو جائیگا جو شخص جس قدر حبیب خدا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی راہ چلتا اور آپ کی لائی ہوئی روشنی کو مشعل راہ بناتا ہے اسی قدر سمجھنا چاہئے کہ خدا کی محبت کے دعوےٰ میں سچا اور کھرا ہے - اور جتنا اس دعوےٰ میں سچا ہو گا - اتنا ہی حضورؐ کی پیروی میں مضبوط و مستعد پایا جائے گا - جس کا پھل یہ ملے گا کہ حق تعالیٰ اس سے محبت کرنے لگے گا - اور اللہ کی محبت اور حضورؐ کے اتباع کی برکت سے پچھلے گناہ معاف ہو جائیں گے - اور آئندہ طرح طرح کی ظاہری و باطنی مہربانیاں مبذول ہوں گی -
گویا توحید وغیرہ کے بیان سے فارغ ہو کر یہاں سے نبوت کا بیان شروع کیا گیا - اور پیغمبر آخر الزمان کی اطاعت کی دعوت دی گئی "

(۲) يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَلَا تُبْطِلُوْٓا اَعْمَالَكُمْ ۝ (محمد آیت ۳۳)

ترجمہ - اے ایمان والو اللہ کا حکم مانو اور اس کے رسول کا حکم مانو اور اپنے اعمال ضائع نہ کرو۔

(ف) یعنی جہاد یا اللہ کی راہ میں اور کوئی محنت و ریاضت کرنا اُس وقت مقبول ہے، جب اللہ و رسول کے حکم کے موافق ہو - محض اپنی طبیعت کے شوق یا نفس کی خواہش پر کام نہ کرو - ورنہ ایسا عمل یوں ہی بیکار ضائع ہو جائے گا - مسلمان کا کام نہیں کہ جو نیک کام کر چکا یا کر رہا ہے اُس کو کسی صورت سے ضائع ہونے

قبلہ حضرت سرگودھوی نور اللہ مرقدہٗ کی بارگاہ علیا میں

مولانا قاضی عبدالکریم کلاچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہٗ ونصلّی علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وازواجہٖ وذرّیّاتہٖ وبارک وسلّم: امّا بعد:-

اے ہدہدِ صبا بہ سبا میفرستمت
بنگر کہ از کجا بہ کجا میفرستمت
ہر صبح و شام قافلۂ از دعائے خیر
در صحبتِ شما و صبا میفرستمت
ای غائب از نظر کہ شدی ہمنشین دل
میگویمت دعا و ثنا میفرستمت

استاد الفقہ والادب شیخ التفسیر والحدیث جامع المعقول والمنقول حافظ قال اللہ والرسول راہنمائے شریعت پیشوائے طریقت مخدومی واستاذی حضرت الحاج الحافظ مولانا مفتی محمد شفیع صاحب قدس اللہ سرہٗ کی روحانی پرواز سے ملک کے دینی اور مذہبی طبقہ میں جو شدید صدمہ محسوس کیا گیا ملکی اخبارات بالخصوص مذہبی، دینی، تعلیمی اور تبلیغی رسائل اور جرائد کے تعزیتی مضامین پیغامات اور اطلاعات سے اس کا اندازہ لگانا کچھ زیادہ مشکل نہیں۔ احقر راقم بھی چونکہ تین سال تک آپ کے وسیع علمی دسترخوان مدرسہ عالیہ سراج العلوم سرگودھا کے کارپردازوں کا ایک خادم رہا ہے اس لئے اپنے شفیق محسن اور بزرگ مربی کی جدائی سے بڑی طرح متاثر ہوا۔ اس قحط الرجال میں صحیح لائنوں پر دین اور اہل دین کی دینی خدمت کرنے والے ویسے بھی اقل قلیل ہیں وہ بھی سدرہ نشین ہوتے جاویں تو امت کا خدا حافظ خصوصاً جب کہ مذہب کے روپ میں دین کی بنیادیں اکھیڑنے والے ڈاکوؤں کی تعداد میں روز بروز اضافہ بھی ہو رہا ہے۔

اہلِ حق کے وصال کا دردناک پہلو

اہلِ حق کے وصال کا دردناک پہلو یہی ہے کہ ان کے وجود مسعود سے بہت سے فتنوں کے دروازے بند رہتے ہیں۔ اور ان حضرات کی وفات سے ان کے کھل جانے کا شدید خطرہ پیدا ہو جاتا ہے مشکوٰۃ شریف باب الملاحم میں ہے حضرت عمر فاروق رضؓ نے حضرت حذیفہؓ سے دریافت کیا وہ فتنہ جو سمندر کی طرح ٹھاٹھیں مارتا ہوا امت میں ظاہر ہوگا اس کے متعلق آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا سنا ہے۔ حضرت حذیفہؓ نے کہا۔ امیرالمومنین! آپ کے اور اس فتنہ کے درمیان ایک بند شدہ دروازہ موجود ہے۔ آپ اس کی کیوں فکر کرتے ہیں۔ امیرالمومنین رضؓ نے پوچھا وہ دروازہ کھولا جائے گا یا توڑ دیا جائے گا۔ حضرت حذیفہ رضؓ نے فرمایا اسے توڑ ہی دیا جائے گا۔ امیرالمومنین نے فرمایا۔ پھر تو اس کا بند ہونا مشکل ہے اور ہمیشہ ہی کھلا رہے گا۔ راوی کہتا ہے ہم نے حضرت حذیفہؓ سے پوچھا کیا عمرؓ جانتے تھے کہ وہ دروازہ کون ہے انہوں نے فرمایا یقیناً —— پھر جب حضرت حذیفہ رضؓ سے پوچھا گیا کہ اس دروازہ سے مراد کون تھا؟ تو انہوں نے فرمایا کہ خود حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی ذاتِ گرامی —— اس سے معلوم ہوا کہ مسلمانوں میں قتل و قتال اور جنگ و جدال کا دروازہ فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے وجود مسعود کے باعث بند رہا اور آپ کے وصال کے بعد ہی سے مسلمان اس آزمائش سے دوچار ہوئے اور نہ صرف یہ کہ اس وقت کے مسلمانوں کا جانی اور مالی نقصان ہوا بلکہ آج تک اُن منازعات کو ہوا دے کر صحابہ کرام علیہم الرضوان پر کیچڑ اچھالا جاتا ہے اور سیدنا ذوالنورین رضؓ تک کے دامن صبر و استقامت کو تار تار کر کے ایمانوں کو خراب کیا جا رہا ہے۔ یہی صورت اسوۂ فاروقی کے متبعین رحمہم اللہ تعالےٰ کے سلسلہ میں بھی پیش آ سکتی ہے۔ ان کے وجود باجود سے سنتِ عمرؓ کے اتباع کی برکت سے کئی فتنوں کے دروازے بند رہتے ہیں۔ لیکن ان کے وصال کے بعد امت کا ان میں مبتلا ہونے کا اندیشہ پیدا ہو جاتا ہے۔ ایک اور روایت میں ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔ ستارے آسمانوں کے لئے امن ہیں یہ ختم ہو جاویں گے تو آسمان پھٹ جائے گا۔ میں اپنے صحابہ کے لئے امان کا ذریعہ ہوں، میرا وصال ہو جائے گا تو ان پر بعض حوادثات آن پڑیں گے اور میرے صحابہ میری امت کے لئے باعث امن و امان ہیں ان کا بابرکت زمانہ ختم ہو جائے گا تو امت پر کئی مصیبتیں ٹوٹ پڑیں گی۔ اسی طرح بعض روایات میں اس کی تصریح بھی موجود ہے کہ اہل اللہ کے وجود سے دینی اور دنیوی دونو قسم کے منافع وابستہ کر دئے جاتے ہیں۔

امام تفسیر علامہ ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ نے آیت ولولا دفع اللہ الناس الخ کے ماتحت یہ روایت لکھی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے — اللہ تعالیٰ ایک مرد صالح کی برکت سے اس کے پڑوس میں سَو گھروں سے بلا و عذاب کو دفع فرما دیتا ہے — اور یہ کہ بے شک اللہ تعالیٰ ایک نیک صالح مسلمان کی برکت سے اس کی اولاد اور اولاد کی اولاد اور اس کے سب گھروالوں اور آس پاس کے گھروالوں کی اصلاح فرما دیتے ہیں اور وہ ہمیشہ خداوند تعالےٰ کی حفاظت میں رہتے ہیں۔ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے ان دونوں روایتوں کو اپنی تفسیر میں لیا ہے۔ علامہ موصوف رحمۃ اللہ علیہ نے اگرچہ ان کو ضعیف بھی فرمایا ہے۔ لیکن بقول مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندی دامت برکاتہم "کما فی ثمرات الاوراق" اوّل تو فضائل اعمال میں بحسب تصریح جمہور محدثین حدیث ضعیف بھی مقبول ہے۔ پھر تعدد طرق سے اس کے ضعف کی مکافات بھی ہو گئی ہے۔ اور مضمون ان احادیث کا قرآن مجید کی آیت مذکورہ سے بھی ثابت ہے۔

راقم الحروف عرض کرتا ہے کہ باب الملاحم اور باب فضائل الصحابہؓ کی مندرجہ بالا دو روایتوں سے بھی یہی مضمون ثابت ہوا کہ خواص امت کا وجود باجود دفع بلیات اور منع فتن و محن کا ذریعہ ثابت ہوتا رہتا ہے۔

مشکوٰۃ شریف باب تغیر الناس کی ایک اور روایت میں ہے۔ نیک لوگ درجہ بدرجہ وفات پاتے جائیں گے اور پھر صرف انسانوں کا بھوسہ رہ جائے گا،

ؒ مولانا مفتی محمد شفیع صاحب سرگودھوی رحمۃ اللہ علیہ۔

جن کی اللہ کے نزدیک کوئی قدر و قیمت نہیں ہوگی ۔۔ حاصل یہ کہ صلحاء امت کے اُٹھ جانے کا غم افزا پہلو یہ ہے کہ ان کی وفات سے فتن بالخصوص فتن دینیہ میں امت کے مبتلا ہونے کا اندیشہ ہونے لگتا ہے - عام طور پر دلائل کے انبار سے بھی ایک آدھ آدمی کو راہ راست پر لانا ہزار مشکل ہو جاتا ہے - مگر اللہ والوں کا نام سنتے اور ان سے آنکھیں دوچار ہوتے ہی وساوس اور شبہات کا قافلہ لد جاتا ہے اور قلب دولتِ ایمان سے معمور ہونے لگتا ہے ۔۔ ولنعم ما قیل

؎ اے لقائے تو جواب ہر سوال
مشکل از تو حل شود بے قیل و قال

پھر اللہ تعالیٰ نے انہیں علم عمیق سے نوازا ہوتا ہے - واعمقهم علما صحابہ کرام علیہم الرضوان کی جو شان تھی اسی دولت سے انہیں بھی ایک حصہ ملا ہوتا ہے - جس کے باعث وہ یخادعون اللہ والذین آمنوا والی جماعت کے خدع اور فریب کو اول نظر ہی میں سمجھ جاتے ہیں جسے ہمچو ما و شما طالب علم اور مدعیان فہم و نظر متغلبین بعد از خرابی بسیار بھی بصد مشکل محسوس کر سکتے ہیں۔

علم کی موت اور جہالت کی ریاست

علماء کا مرنا علم کی موت ہے حدیث پاک میں دنیا سے علم کے اٹھ جانے کی صورت یہی تو بیان فرمائی گئی ہے کہ علماء حق اٹھتے جائیں گے اور نتیجہ میں دین کی صحیح سمجھ نہ رکھنے والوں کے لئے قیادت کا راستہ کھلتا جائے گا اور اس طرح "ضلوا فاضلوا" خود بھی گمراہ ہوتے اور دوسروں کو بھی گمراہ کیا - کا روح فرسا منظر اہل اسلام کو دیکھنا پڑے گا - اللّٰھم لا تحرمنا اجرھم ولا تفتنا بعدھم - حضرت الاستاذ المرحوم کے وصال کا غم افزا پہلو بھی یہی ہے کہ ان کی جامع شخصیت کے اُٹھ جانے سے کئی دینی مجلسیں سونی ہو گئیں۔

؎ خالی ہے میکدہ خم و ساغر اداس ہیں
تم کیا گئے کہ روٹھ گئے دن بہار کے

حقوق رفتگان

اسلامی نقطہ نگاہ سے چھوٹوں کا دینی مذہبی اور اخلاقی فرض ہے کہ وہ اپنے بڑوں کا ادب کریں اور جب تک وہ بقید حیات ہیں ان کی خدمت کرنے میں ذرہ بھر کوتاہی نہ ہونے دیں - جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور والدین کے متعلق یہ آداب قرآن کریم کی آیات اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات میں منصوص ہیں

قال اللہ تعالیٰ : ولا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی - (حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سے اپنی آواز اونچی نہ کرو -

وقال اللہ تعالیٰ : فلا تقل لھما اف ولا تنھرھما وقل لھما قولا کریما - واخفض لھما جناح الذل من الرحمۃ - وقل رب ارحمھما کما ربیٰنی صغیرا (والدین کو اُف تک نہ کہو - ان کو جھڑکو نہیں اور ان سے ادب کی بات کرو - ان کے لئے شفقت کے پر کھولے رکھو اور کہتے رہو - اے رب! ان پر رحم کر جس طرح کہ انہوں نے بچپن میں میری تربیت کی -

وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم انت ومالک لابیک - (حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا - تو اور تیرا مال تیرے باپ کا ہے -

روحانی والدین اساتذہ اور مشائخ کے متعلق بھی بزرگان دین نے تصریح کی ہے کہ ان کے بھی یہی حقوق ہیں یعنی یہ کہ زندگی میں ان کا ادب و احترام کیا جاتے اور جان و مال سے ان کی خدمت کرنے میں کوتاہی روا نہ رکھی جائے - وفات کے بعد عفو و صفح اور رفع درجات کی دعائیں اپنے اوپر لازم کر دی جائیں اور ساتھ ہی ان کی نیکیوں کو اپنے لئے مشعل راہ بنا کر ان کے دینی مشن کو پروان چڑھانے کی کوشش کی جاتے -

قال اللہ تعالیٰ : واتبع سبیل من اناب الیّ - (اور پیچھے چلنے کی کوشش اس کی جو میری راہ چلے -

اسی طرح تلاوت قرآن کریم ، نوافل ، صدقات - غرض عبادات بدنیہ اور مالیہ اور ہمہ قسم کی نیکیاں کر کے ان کی روح کو ثواب پہنچایا جاتے -

تین حدیثیں

حدیث پاک میں آیا ہے کہ فوت ہونے والے کو اپنے ماں، باپ ، بھائی اور دوستوں کی دعاؤں کی شدید انتظار رہتی ہے - ایک اور حدیث میں ہے اللہ تعالیٰ کسی بندۂ مومن کے درجات بلند فرما دیتے ہیں تو وہ خوش ہو کر پوچھتا ہے - یا اللہ ! یہ کس نیکی کا اجر اور ثواب ہے ؟ جواب ملتا ہے - باستغفار ولدک لک - یعنی یہ درجہ آپ کو اس لئے ملا ہے کہ تیرے بیٹے نے تیرے لئے دعائے مغفرت کی ہے ۔۔ (مکتوبات امام ربانیؒ شرح الصدور - مشکوٰۃ شریف)

ایک اور حدیث پاک کا مضمون ہے کہ زندہ لوگوں کا ہدیہ اور تحفہ وفات پانے والوں کے لئے یہی ہے کہ ان کو دعا میں یاد رکھیں اور اللہ تعالیٰ ایمان والوں کی دعائیں اور استغفار وغیرہ پہاڑ جتنی بڑھا کر ان کو پہنچا دیا کرتے ہیں - وغیر ذالک من الاحادیث -

مالا یدرک کلہ لا یترک کلہ

احقر راقم اگرچہ اپنی کم ہمتی اور بدقسمتی سے حضرت الاستاذ رحمہ اللہ تعالیٰ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ اپنے اکابر اساتذہ مشائخ اور والدین رحمہم اللہ تعالیٰ میں سے کسی کی بھی حق خدمت تو کیا ادا نے خدمت بھی نہیں کر پایا - ہاں نجات کی امید اگر ہے تو اسی سے کہ ان سب مخادیم نے بلا کسی استحقاق کے کبھی بھی اپنی نظر شفقت و عنایت سے محروم نہیں رکھا اور تخلق باخلاق اللہ کے ماتحت میری کوتاہیوں پر ہمیشہ چشم پوشی فرماتے رہے کیا عجب میدان حشر میں بھی ان کی نگاہِ شفاعت کام کر جاتے ؎

فردائے روز حشر کہ عرض خلائق است
شاید دراں میاں بمن افتد نگاہِ تو

تاہم رب کریم کے فضل و کرم سے یہ توفیق ملتی رہی "اللّٰھم زد فزد ولا تنقص" کہ اکابر اساتذہ ، مشائخ اور والدین کی عظمت دل میں رہی - ان کا ادب و احترام قلبی رہا - اور دل سے ان کی حیات اور بعد وفات دونوں حالتوں میں ان کے لئے رفع درجات کی دعائیں نکلتی رہیں والحمد للہ علیٰ ذالک حمدا کثیرا ؎

اگر خدمت نمی آید ز دستم
دعایت مے کنم ہر جا کہ ہستم

خوش قسمت تو وہ ہیں جنہیں احترام اکابرین کے ساتھ ساتھ اعمال صالحہ میں ان کا پورا پورا اتباع اور ساتھ ہی ان کی جانی مالی اور ہمہ قسم کی خدمت کی توفیق بھی ملتی رہی اپنی حالت تو صرف اتنی رہی کہ ؎

احب الصالحین ولست منھم
لعل اللہ یرزقنی صلاحا

اسی جذبۂ محبت سے خیال آیا کہ جنہوں نے مسلسل تینتیس سال تک حاضراً و غائباً اپنی عنایات سے نوازا اور کبھی کبھی اصلاح فرمانے سے دریغ نہیں فرمایا - کم از کم ان کے ذکر خیر سے اپنی مجالس تو خالی نہ رہیں

آگے ارشاد فرمایا۔ ثُمَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا بِرَبِّھِمْ یَعْدِلُوْنَ ۰ پھر وہ لوگ جو منکر ہیں، اپنے پالنے والے کے ساتھ دوسروں کو برابر کر رہے ہیں۔ عدل کا معنی برابر کرنا۔ فرمایا عجیب بات ہے، خالق سمٰوٰت میں خالق ارض میں۔ ظلمات اور نور میرے حکم سے بنے ہیں۔ یعنی کسی کے قبضے میں کچھ نہیں ہے۔ یہ ثُمَّ آتا ہے استبعاد کے لئے، ثُمَّ آتا ہے استعجاب کے لئے بھی۔ یعنی بڑی ایک عجیب سی بات ہے کہ اس بات میں اور اس بات میں کوئی مناسبت ہی نہیں ہے کہ خالق سماوات والارض کے ساتھ کسی اور کو برابر کر دیا جائے یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ اس لئے فرمایا ثُمَّ الَّذِیْنَ۔ پھر؟ یعنی ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ خلق سماوات اور خلق ارض کو دیکھ کر اللہ تعالےٰ پر ایمان لایا جاتا لیکن ان بدبختوں نے کیا کیا؟ کہ یہ خلق سماوات اور خلق ارض کو دیکھ کر، ظلمات اور نور کو دیکھ کر اُلٹا خدا کے ساتھ اوروں کو برابر کرنے لگ گئے، شرک کرنے لگ گئے۔ ورنہ یہ ذرا بھی غور کرتے تو یہ سمجھ سکتے تھے کہ خالق میں ہوں، مالک میں ہوں، رزّاق میں ہوں، اللہ میں ہوں۔

صحیح حدیثوں میں آتا ہے۔ ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے (مسلم میں حدیث ہے اور میرا خیال ہے بخاری میں بھی ہوگی۔) حاضر خدمت ہوئے۔ آتے ہی آپ نے کلمہ پڑھ لیا۔ مسلمان ہوگئے ——— حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم اتنا زمانہ میری تلاوت کو سنتے رہے، میرے خطبوں کو سنتے رہے اور تم ایمان نہیں لائے۔ آج کیسے تجھ میں اتنا فوری انقلاب آیا کہ تم مسجد نبوی میں آتے ہی مسلمان ہوگئے؟ اس نے عرض کی کہ اے اللہ کے رسول! (صلی اللہ علیک وسلم)، مجھے آج ہی غور کا موقع ملا۔ اسی لئے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔ تَفَکُّرُ سَاعَۃٍ خَیْرٌ مِّنْ عِبَادَۃِ اَلْفَ سَنَۃٍ۔ (امام غزالیؒ نے اس حدیث کو نقل کیا ہے تاہم ہو سکتا ہے اس کی سند میں کچھ کلام ہو) فرمایا تھوڑی دیر کے لئے غور و فکر کر لینا ایک ہزار سال کی عبادت سے بہتر ہے۔ کیا غور و فکر کرنا؟ یعنی تھوڑی دیر کے لئے اللہ تعالیٰ کی یاد میں مستغرق ہو جاتے۔ تھوڑی دیر بھی مراقبہ کر لے، تھوڑی دیر کے لئے بھی بات کو سوچے کہ میرا خالق، میرا رازق، میرا مالک کون ہے؟ اور میں اس کی مرضی کے مطابق کام کر رہا ہوں یا میں اس کی مرضی کے خلاف کام کر رہا ہوں۔ اس غور و فکر سے جو بات حاصل ہوتی ہے وہ سو سال کی رسمی عبادت سے حاصل نہیں ہوتی۔ اس لئے میرے بزرگو! قرآن مجید نے سورۃ آل عمران جہاں پر ختم ہوتی ہے وہاں پر فرمایا۔ اُولِی الْاَلْبَابِ ط کون ہیں عقل والے؟ اور مغز والے کون ہیں؟

اَلَّذِیْنَ یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ قِیٰمًا وَّ قُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِھِمْ وَ یَتَفَکَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ ھٰذَا بَاطِلًا سُبْحٰنَکَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۰

فرمایا۔ مغز والے، عقل والے وہ لوگ ہیں — یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ قِیٰمًا وَّ قُعُوْدًا اپنی زبان سے ہر حال میں خدا کا ذکر کرتے ہیں، کھڑے بھی اللہ کا نام لیتے ہیں، بیٹھے بھی اللہ کا نام لیتے ہیں۔ اپنے پہلوؤں پل جب لیٹے ہیں تب بھی اللہ کا نام لیتے ہیں اور پھر اللہ کا نام لینے پر بس نہیں کرتے۔ بلکہ یَتَفَکَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اس کے بعد وہ غور و فکر بھی کرتے ہیں۔ اور یہ کہتے ہیں۔ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ ھٰذَا بَاطِلًا سُبْحٰنَکَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔ اللہ! ہم کو جہنم کی آگ سے بچا۔ یعنی ذکر کیا، پھر فکر کیا۔

اس لئے جس میرے بھائی کا کسی شیخ برحق کے ساتھ تعلق ہے جو تربیت فرماتے ہیں، کورس کراتے ہیں تو پہلے اسم اللہ کا ذکر زبانی طور پر کراتے ہیں۔ تین درجے ہوتے ہیں اس روحانی کورس کے۔ آج کل لوگ اس کے ساتھ مذاق کرتے ہیں۔ حالانکہ جب تک روحانیت کی زندگی حاصل نہ ہو میرے بھائی! کوئی نظام انسانی زندگی کو درست نہیں کر سکتا۔ یاد رکھیں جب تک خداوند قدوس کے ساتھ تعلق نہ ہوگا، کوئی بات نہیں بنتی۔ خواہ علم ہو، خواہ دولت ہو۔ کچھ بھی ہو۔ اقبالؒ کے چند مشہور شعر ہیں ؎

عطار ہو، رومی ہو، رازی ہو، غزالی ہو
کچھ ہاتھ نہیں آتا بے آہ سحرگاہی
دارا و سکندر سے وہ مردِ فقیر اَولےٰ
ہو جس کی فقیری میں بوئے اسد اللہی
اے طائرِ لاہوتی اس رزق سے موت اچھی
جس رزق سے آتی ہو پرواز میں کوتاہی

تو اللہ کا ذکر نہ ہو تو کچھ بھی نہیں بنتا۔ بنا لیں ——— کچھ بھی نہیں بنے گا۔ جب تک اللہ کا ذکر نہیں، عارضی ٹوں ٹاں ہوگی۔ سراب ہوگا حقیقت نہیں ہوگی۔ موتی تب پیدا ہوں گے جب رب العالمین کا ذکر ہوگا۔ جن لوگوں نے خدا کے ذکر کے ساتھ اپنے آپ کو منوّر کیا، آج ان کی قبریں بھی پُر نور ہیں اور جن لوگوں نے وقتی طور پر نشوں شاں کیا، آج ان کی قبروں کو پہچانتا بھی کوئی نہیں، کہاں ہیں ان کی قبریں ؟

قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کا مزار دلّی میں ہے، ہر ایک آدمی جانتا ہے۔ آپؒ بہت بڑے اور اونچے اولیاء میں سے ہو گذرے ہیں۔ شمس الدین التمش خاندانِ غلاماں کا مشہور بادشاہ تھا، انہی کے زمانے میں ہوا ہے ——— قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ نے عمر بھر شمس الدین التمشؒ سے ملاقات نہیں کی۔ اس نے بڑی خواہش ظاہر کی کہ میں ملاقات کرنا چاہتا ہوں۔ فرمایا: "تیری ملاقات کا اگر یہ مقصد ہے کہ میں تیرے لئے دعا کروں تو میں ہر وقت تیرے لئے دعا گو ہوں۔ اور باقی میرے پاس آنے سے تیرا کیا فائدہ؟ میرے اوقات کا حرج ہوگا۔"

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں، اپنے "مکاتیب رشیدیہ" میں ارشاد اور میں جب گیا حجاز میں الحمد للہ ۵۲ھ میں تو وہاں پر تھے (اب فوت ہو چکے ہیں) حکیم سیّد امجد حسین صاحب مراد آبادی (مہاجر تھے) ان کے لڑکے عبدالماجد مدنی آج کل سعودی عرب میں بہت بڑے عہدے پر فائز ہیں تو حضرت کے ساتھ ملاقات ہوئی۔ بہت نیک آدمی تھے، مہاجر تھے، سیّد امجد حسین (اللہ ان کی قبر کو پُر نور بنائے) تو جب میں آنے لگا تو انہوں نے مجھے ایک نصیحت کی۔

فرمایا کہ "دیکھنا میں تجھے ایک بات کہتا ہوں"۔ میں نے عرض کیا "جی حکم فرمائیں"۔ فرمایا۔ کہ "تم مجھے ہر مہینے ایک خط لکھ دیا کرو تاکہ مجھے یاد دہانی رہے اور خط میں یہ لکھا کرو کہ حضرت جب دربارِ نبوّت میں پیش ہوں تو میرا سلام بھی پیش کر دیں"۔ چنانچہ جب تک حکیم صاحب سلامت رہے میں ہمیشہ ہر مہینے ایک خط لکھ دیا کرتا تھا یاد دہانی کے طور پر حکیم صاحب کی خدمت میں کہ جس وقت آپ حرم میں پہنچیں (وہ تو جاتے ہی تھے پانچ وقت) یہ میرا عریضہ پیش کر دیں۔ میری طرف سے امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں سلام پیش کر دیں، تو پچاس پیسوں میں میرا سلام پیش ہو جاتا، محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے دربار میں۔ آپ بھائیوں کا وہاں کوئی دوست یا واقف ہو تو خط لکھا کریں، کچھ نہیں جاتا، یہ بہت بڑی سعادت ہے، ہم کو یہ پتہ تب چلے گا جب قبر میں پہنچیں گے، یہ پتہ تب چلے گا۔ ان پچاس پیسوں نے کتنا کام کیا (اللہ تعالیٰ روحانی برکات سب کو نصیب فرمائے)

تو میں عرض یہ کر رہا تھا، میرے بزرگو! میرے بھائیو! امام الانبیاء نبی کریم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے متعلق کہ حضور صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو اللہ نے حکم دیا کہ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ آپ ان کے لیے مجھ سے بخشش مانگیں۔ یہ آپؐ کے اُمتی ہیں آپ ان کے لیے مجھ سے بخشش مانگیں۔ تو امت کے لیے بخشش مانگنا یہ بھی نبی کا کام ہے۔ اور اولیائے برحق، علمائے حق کا کام کیا ہے؟ وہ جب اپنے ہاتھ اٹھائیں تو سب کے لئے گناہوں کی معافی مانگیں، بددعا کرنے کے لئے ہم نہیں آتے، دنیا میں (خیر میں تو گنہگار ہوں) اللہ کے نیک بندوں کا کام ہے؟ وہ بددعا نہ کریں، وہ دعائیں مانگیں کہ اللہ ان گنہگاروں کو بخشش دے، یہ خطاکار ہیں، اللہ ان کو بخشش دے۔

قطب الدین بختیار کاکیؒ رحمۃ اللہ علیہ بھی شمس الدین التمش کے لئے دعاگو رہا کرتے تھے۔ (بات وہاں سے چلی تھی یاد آ گئی) اثر کیا تھا؟ شمس الدین التمش پر۔ اثر سن لیجئے ذرا! کہتے ہیں مولوی دنیا سے روکتا ہے۔ مولوی نے کب کہا ہے کہ دنیا نہ کماؤ؟ اتنی کماؤ، کما کما کر ڈھیر لگا دو لیکن جس نے دنیا دی اس کو بھی تو نہ بھولو۔ یہ کس نے کہا ہے نہ کماؤ؟ کماؤ۔ خوب کماؤ۔ حلال کی کماؤ — لیکن کماتے وقت یہ مت بھولو کہ میرا پیدا کرنے والا اور ہے۔ میری روٹی نہ سونے میں ہے نہ چاندی میں ہے، نہ موٹر میں ہے نہ کار میں ہے، نہ پارک میں ہے، نہ دولت میں ہے، نہ کھیت میں ہے۔ میری روٹی دینے والا کون ہے؟ اللہ تعالےٰ۔ یہ سب اسباب اس نے پیدا کئے ہیں، پھر ٹھیک ہے۔ دل خدا کے ساتھ لگاؤ۔ اسی کو کہتے ہیں، دست بکار دل بیار (ہاتھ سے کام کرو اور دل اللہ کے ساتھ لگا رہے)

(باقی آئندہ)

بقیہ - نجات کا دارومدار اخلاص پر ہے

دے۔ نیک کام کو نہ بیچ میں چھوڑو، نہ ریا و نمود اور اعجاب و غرور وغیرہ سے اُس کو برباد کرو۔ بھلا ارتداد کا تو ذکر کیا ہے جو ایک دم تمام اعمال کو حبط کر دیتا ہے۔ العیاذ باللہ۔

(حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی رح)

حاصل کلام

اعمال خواہ بڑا ہو یا چھوٹا اس کی مقبولیت کے لئے ایمان کے ساتھ اخلاص کا ہونا نہایت ضروری ہے۔ ریا و نمود سے عمل ضائع ہو جاتا ہے۔ اور ریاکار کا ٹھکانا دوزخ ہے۔

حدیث: حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں۔ کہ سب سے پہلا شخص جس پر قیامت کے دن (خلوصِ نیت کے ترک کا) حکم لگایا جائیگا وہ شخص ہوگا جو شہید کیا گیا ہوگا۔ پس اس کو حشر کے میدان میں لایا جائیگا۔ اور اللہ تعالےٰ اُسے اپنی (عطا کی ہوئی) نعمتیں یاد دلائے گا اور وہ سب اسے یاد آجائیں گی۔ پھر اللہ تعالےٰ فرمائے گا کہ تو نے ان نعمتوں کے شکر میں کیا کام کیا؟ وہ عرض کرے گا کہ میں تیری راہ میں لڑا یہاں تک کہ شہید کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو جھوٹا ہے۔ تُو تو اس لئے لڑا تھا کہ لوگ تجھے بہادر کہیں۔ چنانچہ تجھ کو بہادر کہا گیا۔ پھر حکم دیا جائے گا کہ اسے منہ کے بل گھسیٹا جائے۔ اور دوزخ میں ڈال دیا جائے۔

پھر وہ شخص ہوگا جس نے علم حاصل کیا اور سکھایا اور قرآن پڑھا۔ پس اسے اللہ تعالےٰ کے حضور میں لایا جائے گا۔ اور اللہ تعالےٰ اسے اپنی نعمتیں یاد دلائے گا۔ وہ ان کو یاد کرے گا۔ پھر خدا تعالےٰ اس سے پوچھے گا تو نے ان نعمتوں کا شکر کس طرح ادا کیا؟ وہ کہے گا کہ میں نے علم سیکھا دوسروں کو سکھایا اور تیرے ہی لئے قرآن پڑھا۔ خدا تعالےٰ فرمائے گا کہ تو جھوٹا ہے۔ تو نے تو علم اس لئے سیکھا تھا کہ لوگ تجھے عالم کہیں۔ اور قرآن اس لئے پڑھا تھا کہ لوگ تجھے قاری کہیں۔ چنانچہ تجھے عالم اور قاری کہا گیا۔ پھر حکم دیا جائے گا، کہ اسے منہ کے بل کھینچا جائے، اور دوزخ میں ڈال دیا جائے گا۔

پھر وہ شخص ہوگا۔ جس کو اللہ تعالےٰ نے وسعت دی تھی اور اس کی روزی کشادہ کی تھی۔ اور طرح طرح کا حال عطا کیا تھا اسے اللہ تعالےٰ کے حضور میں حاضر کیا جائے گا اور اللہ تعالےٰ اسے اپنی نعمتیں یاد دلائے گا اور وہ ان نعمتوں کو یاد کریگا پھر اللہ تعالےٰ اس سے دریافت فرمائے گا کہ ان نعمتوں کے شکر میں تو نے کیا کام کیا وہ عرض کرے گا کہ میں نے کوئی ایسا راستہ جس میں خرچ کرنا تجھے پسند ہے نہیں چھوڑا تھا اور ان راستوں میں تیری خوشنودی کے لئے خرچ کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو جھوٹا ہے تو نے تو اس لئے خرچ کیا تھا کہ تجھے سخی کہا جائے چنانچہ تجھے سخی کہا گیا۔ بس حکم دیا جائے گا کہ اسے منہ کے بل کھینچا جائے گا۔ اور پھر دوزخ میں ڈال دیا جائے گا۔ (مشکوٰۃ شریف)

دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ ہمیں اخلاص کی توفیق عطا فرمائے۔ اور اُن سب بُری باتوں سے بچائے جن سے اعمال کا ثواب ضائع ہو جاتا ہے۔

جامع مسجد فاروق اعظم رضی اللہ عنہ

بی بلاک سٹیلائٹ ٹاؤن سرگودھا میں جامع مسجد فاروق اعظم زیر تعمیر ہے۔ جس کی خطابت مستقل طور پر حضرت مولانا سید احمد شاہ صاحب بخاری نے منظور کر لی ہے آپ نے چوکیرہ کی سکونت ترک کر دی ہے اور مدرسہ عربیہ دار الہدیٰ چوکیرہ سے مستعفی ہو چکے ہیں۔ خط و کتابت کرنے والے احباب چوکیرہ کے پتہ پر خط و کتابت نہ کریں بلکہ جامع مسجد فاروق اعظم بی بلاک سیٹلائٹ ٹاؤن سرگودھا کے پتہ پر کریں۔

نیز جامع مسجد فاروق اعظم کے ساتھ دار العلوم فاروق اعظم کی تعمیرات بھی شروع کر دی گئی ہیں۔ جو لوگ ان دو دینی کاموں میں حصہ لینا چاہتے ہیں وہ منی آرڈر کے کوپن پر وضاحت کریں۔ مدرسین کی تلاش جاری ہے۔

(المعلن: مہر محمد رفیق سیکرٹری انجمن)

مولانا محمد صابر ۔ کوٹ عبدالمالک ۔ ضلع شیخوپورہ

حضرت مرشدنا قطب زماں شیخ التفسیرؒ کے اسوۂ حسنہ میں

علم و حکمت کی چند جھلکیاں

حکمت ۱: مہمان نوازی کے لئے بندہ مامور تھا ہی کہ رمضان المبارک میں ایک صاحب خصوصی مہمانوں میں سے تشریف لائے ۔ حضرت شیخ التفسیرؒ کو اطلاع دی گئی ۔ آپ نے اس مہمان کے لئے سحری کا کھانا گھر سے بھیجنے کا ارشاد فرمایا ۔ جب سحری کا وقت ہوا تو ہم سب لوگ کھانا کھا چکے تھے ۔ لیکن وہ مہمان کھانے کے انتظار میں بیٹھا رہا حتیٰ کہ پندرہ منٹ سحری ختم ہونے میں باقی رہ گئے تو وہ بہت پریشان ہوا اور کہنے لگا کہ شاید حضرت بھول گئے ہیں یا کہ صاحبزادوں کو خیال نہیں رہا مجھے کہنے لگا کہ جلدی سے مجھے بازار سے ہی کھانا لادو میں نے کہا کہ صبر کیجئے کھانا ابھی آتا ہے پانچ منٹ کے بعد کھانا گھر سے آگیا جو جلدی سے مہمان نے تناول کرلیا ۔ نماز فجر کے بعد معمول کے مطابق درس ہوا بعد میں وہ خصوصی مہمان ابھی کھانا دیر سے آنے کی شکایت کرنے ہی والا تھا جب حضرتؒ نے خود ہی فرما دیا کہ کھانا دیر سے آیا تھا ؟ مہمان نے کہا ہاں جی آپ نے فرمایا اجی ہم تو روز دیر کرکے سحری کھاتے ہیں ۔ کیونکہ گھڑی پاس رہتی ہے اور اختتام سحری کا بھی پتہ ہوتا ہے ۔ بلکہ منٹ منٹ کا حساب نقشہ میں درج ہوتا ہے اس سے ہم یہ فائدہ اٹھاتے ہیں کہ جب بھی وقت ختم ہوا فوراً نوالہ روک لیا اگر منہ میں رکھا ہے ابھی حلق سے اترا نہیں اور وقت ختم ہوگیا تو نوالہ باہر نکال دیا ۔ غرضیکہ نفس کو ہم سدھاتے ہیں کہ خواہ کیسا ہی لذیذ سے لذیذ کھانا ہو جب وقت ختم ہوگیا تو اے نفس تجھے نہیں کھانے دیں گے اگرچہ بھوک باقی ہے گویا ہر روز نفس کشی کی نوبت آجاتی ہے ۔ اس مہمان خصوصی کی یہ تربیت تھی اور ادھر رمضان المبارک کی انتہائی عزت بجالانے کا جذبہ تھا ورنہ اکثر روزہ دار بے اعتدالی کر جاتے ہیں ۔

حکمت ۲: ہمدردی خلق کا یہ جذبہ تھا کہ ایک دفعہ سفر سندھ میں بندہ ساتھ تھا کہ واپسی کے لئے گاڑی میں سوار ہوکر ہم آرہے تھے ۔ ایک غریب آدمی اسٹیشن پر پکوڑے اور روٹی بیچ رہا تھا اس سے پکوڑے اور روٹیاں خریدیں اور مجھے فرمانے لگے کہ بیٹا اگرچہ ہمیں ضرورت نہیں تھی ۔ لیکن اس غریب کا سودا خدا جانے کب کوئی لیتا اس لئے اس سے خرید لیا تاکہ اس کا حوصلہ بڑھے ۔ (مقامی طور پر حضرتؒ نے کئی بیوہ عورتوں اور یتیم بچوں کے وظیفے مقرر کر رکھے تھے)

حکمت ۳: آپؒ کی مسجد کے ایک خادم تھے ان سے ایک بے اعتدالی سرزد ہوتی تھی اور تھے وہ حضرت مرشدنا کے مرید میں نے ان کی حضرت سے شکایت کردی حضرتؒ نے موقع کا مشاہدہ کرکے اسے ... سختی سے ڈانٹا بعد میں وہ خادم مسجد مجھے بتاتے ہیں کہ حضرتؒ مجھے اپنے حجرہ میں لے گئے اور فرمایا کہ بیٹا آخر ہم نے تمہاری تربیت کرنی ہے لیکن جو میں نے تجھ پر سختی کی ہے اس کی مجھے معافی دے دو ۔ وہ بیچارہ شرمندگی کی وجہ سے خاموش رہا لیکن ادھر سے اصرار ہوتا رہا کہ ضرور معافی دینے کا لفظ زبان پر لاؤ وہ آپ کے درجے کا ماں باپ سے بھی زیادہ اعتراف کرکے لیت و لعل کرتا رہا پھر بھی حضرتؒ نے (معافی دیدی) کا لفظ کہلوا کر چھوڑا ۔ یہ تھی اپنے سے کم درجہ والوں کی حوصلہ افزائی

تواضع زگردن فرازاں نکوست
گدا گر تواضع کند خوئے اوست

حکمت ۴: اپنے بڑے بڑے سرمایہ دار اور زمیندار مریدوں کے ہاں جب تشریف لے جاتے ان کے گھر سے کھانا نہیں کھایا کرتے تھے اور نہ ہی شیرینی وغیرہ لیتے تھے اگر زیادہ دن ان کے ہاں رہنا ہوتا تو گھر سے کوئی چیز پکوا کر بکسے میں رکھ لیتے ورنہ مجھے کسی دکان سے چنے وغیرہ جولانے کا حکم فرما دیتے تو وہ رات کے کسی حصہ میں کھا لیتے تھے اور ان حضرات کے متعلق زبان پر یہ لفظ لایا کرتے تھے کہ دنیا دار کے غرور کی گردن کو ذبح کرنے کے لئے استغناء کی تلوار سے زیادہ تیز دھار والا آلہ میں نے کوئی نہیں دیکھا ۔ یعنی دنیا دار کو جو چیز دنیا میں محبوب ہوتی ہے اس کو حقارت کی نظروں سے دیکھا جائے اور اسے نہ قبول کیا جائے تو وہ سمجھتا ہے کہ یہ میری محبوب چیز کے تو مجھ سے طلبگار نہیں آخر جو چیز انہیں محبوب ہے وہ اس ہماری چیز سے کہیں بڑھ کر ہوگی (تو وہ اللہ والوں کے ہاں اللہ کا نام اور دین ہی ہے) پھر یہ دنیادار دین کی قدر اور اللہ کے نام کی عزت کرتے ہیں

۵: حضرت شیخ سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ کا مندرجہ ذیل شعر جب میں نے پڑھا ۔

مرا پیر دانائے روشن شہاب
دو اندرز فرمود بر روئے آب
یکے آنکہ بر خویش خوش بین مباش
دوم آنکہ بر غیر بد بین مباش

تو طالب علمی کے زمانہ میں سطحی دماغ رکھنے کی وجہ سے میں بڑا پریشان رہتا کہ شیخ صاحب نے یہ بات تو خلاف عقل لکھ دی ہے ۔ بھلا یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ جو لوگ شرابی کبابی زانی عیاش اور بدمعاش ہیں ان کو ہم اپنے سے بہتر سمجھیں ۔ جب حضرت مرشدنا شیخ التفسیر سے میں ملا تو یہ سوال پیش کردیا ارشاد فرمایا بیٹا ! ان بیچاروں کو تو نیک مجلسوں میں اور اللہ والوں کے پاس بیٹھنے کا کبھی موقع ہی نہیں ملا ۔ تو تو ہروقت مسجد مدرسہ اور نیک استاد کی صحبت میں رہتا ہے ۔ اسی تناسب کے لحاظ سے تیرے ذہن میں گناہ کا خیال آجانا ان کے گناہ کرنے سے کہیں زیادہ بڑا ہے ۔ یہ جواب تو طالب علمی کے ماحول کے اعتبار سے تھا ۔ اب حضرتؒ کی تیس سالہ صحبت نے ایسا کردیا ہے ۔ کہ حقیقتاً اپنے آپ کو سب سے بُرا سمجھتا ہوں اور اکثر اپنے نام سے پہلے احقر الخلائق لکھ دیتا ہوں ۔

۶: حضرتؒ فرمایا کرتے تھے ۔ کہ آج قرآن مجید کی اور دین متین کی تبلیغ منصب رسالت کے مطابق کوئی عالم نہیں کرتا ہے ۔ کوئی ایسا ہے جو عاشق قرآن ہو ۔ ناشر قرآن ہو ۔ داعی الی القرآن ہو جو رات کو بھی قرآن سنائے اور دن کو بھی قرآن سنائے اور پھر اس تبلیغ پر یہ کہے کہ میں تم سے اس کی کوئی مزدوری نہیں چاہتا جیسا کہ حضور سمیت ہر نبی سے یہ کہلوایا گیا ہے کہ مَآ اَسْئَلُکُمْ عَلَیْہِ مِنْ اَجْرٍ اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلَی اللّٰہِ

۷: فرمایا کرتے تھے کہ دین کا علم یا تو مالدار پڑھیں تاکہ گھر سے کھا کر لوگوں کو حق سنائیں یا اگر غریب ہو تو کسی اللہ والے کی صحبت میں رہ کر توکل علی اللہ کا درجہ حاصل کیا ہو تاکہ کسی کے طمع اور لالچ دینے سے مسئلہ غلط نہ بتائیں ۔

۸: طامع حریص اور بے عمل (علماء سوء)

کے متعلق۔ فرمایا کرتے تھے کہ عوام کے بے دین ہونے کا سب سے بڑا سبب علما کا بے عمل ہونا ہے۔ عوام جب دیکھتے ہیں کہ علماء ایسے عمل کرتے ہیں۔ اگر ہم کرلیں تو کیا ہے۔

۹۔ حضرتؒ علماء کرام کو حق گوئی اور جرأت کی تربیت دینے کے لئے عام طور پر مندرجہ ذیل شعر سنایا کرتے تھے۔

آں کہ شیراں را کند روباہ مزاج
احتیاج است احتیاج است احتیاج

بنابریں دہلی کے مسلمانوں سے حضرتؒ بہت خوش ہوتے تھے۔ فرمایا کرتے تھے کہ وہاں کا مسلمان تاجر پیشہ ہے اس لئے وہ روٹی کے مسئلے سے بے نیاز ہوکر اپنی اولاد کو حافظ قرآن اور عالم دین بناتے ہیں رمضان المبارک کے مہینے میں تراویح میں قرآن سنا کر اپنی جیب سے خرچ کرکے شیرینی تقسیم کرتے ہیں۔

اور پنجاب کے مسلمانوں سے اسی وجہ سے ناراض ہوا کرتے تھے کہ ان کا تعلیمی رخ بدل گیا ہے روٹی کے مسئلے کو حل کرنے کے لئے ملازمت کا دلدادہ ہے۔ کوئی لولا لنگڑا یا غریب جو اسکول نہیں پڑھ سکتا وہ علم دین سیکھ سکتا ہے۔ پھر علم دین پڑھنے کے بعد شادی کرنے کی ضرورت پڑی پھر اولاد ہوئی اخراجات بڑھے تو لوگوں کے سامنے دست سوال دراز کیا۔ تو عوام کی یہ ذہنیت ہوتی گئی کہ یہ لوگ روپیہ پیسہ کمانے کے لئے دین سیکھتے ہیں گویا دین کو ان لوگوں نے ذلیل کیا حالانکہ اللہ والوں کی دنیا میں تمام تر کوششیں دین کی عزت کرانے میں صرف ہوتی ہیں۔ حضرت شیخ التفسیرؒ کی زندگی کا ہی مطالعہ کیا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ انہوں نے دنیا کی مال و دولت کو پائے استحقار سے ٹھکرا کر دین کی اور اللہ کے نام کی اپنے زمانے میں دھاک بٹھا دی تھی۔

ہزاروں آفتیں سنگ مزاحم بن کے آتی ہیں
مگر مردان حق آگاہ کچھ پرواہ نہیں کرتے
وہ توپوں کی دہانوں پر بھی سچی بات کہتے ہیں
کبھی بھولے سے بھی انجام کو دیکھا نہیں کرتے

چلتے چلاتے سید الانبیاء حبیب کبریا احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسوۂ حسنہ سے ایک آدھ واقعہ دین اسلام اور اللہ کے کی نام کی دنیا والوں سے عزت کرانے کا بیان کئے دیتا ہوں تاکہ اللہ والوں کی زندگیوں کے متعلق یہ کہا جاسکے کہ

یہ کرنیں اسی مشعل کی ہیں

جنگ احزاب میں جب کہ دس بارہ ہزار دشمنان اسلام کا لشکر مسلمانوں کے ختم کرنے کے لئے آدھمکا تو حضورؐ نے پہلے ہی سے حفاظتی خندق کھدوا رکھی تھی اور خندق کھودتے وقت ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا فاقہ مستی میں یہ عالم تھا کہ اپنے پیٹوں پر پتھر باندھ رکھے تھے ادھر کفار نے یہ جورو

(باقی صفحہ ۱۶ پر)

بقیہ: برگ سبز

اور انہیں ایصال ثواب کرنے میں ہر ممکن کوشش کی جاتی کہ ع

با چوں توئی معاملہ برخویش منت است

ایصال ثواب کی ایک اچھی صورت

ہمارے بزرگوں میں والد ماجد رحمۃ اللہ رحمۃ واسعہ کے جد حضرت مولانا قاضی عبدالمجید صاحبؒ جو اپنے عصر کے جید فقیہ اور متقی عالم تھے کے متعلق سنا ہے کہ ایک میت کی مجلس تعزیت میں یہ مسئلہ فقہیہ کہ نابینا غیر محتاط کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ ہے تین بار دہرا کر فرمایا۔ میں نے اس مسئلہ کا ثواب اس میت کی روح کو بخشا ہے۔ اور دعا کر دی۔ سبحان اللہ! بیان مسئلہ میں نیت کتنی صحیح تھی اور دینی بات کرنے میں احتساب علی اللہ کی کیفیت سے دل کتنا معمور تھا کہ ایک مسئلہ فقہیہ بیان فرماتے ہیں اور دل میں یہ یقین جم جاتا ہے کہ اللہ تعالےٰ کے ہاں سے اس کا اجر ثابت ہو گیا۔

قابل غور: ایک ہم لوگ ہیں کہ گھنٹوں تک منبر و محراب کو سر پہ اٹھاتے رہتے ہیں۔ بیسیوں مسائل، روایات اور آیات بینات سنا دیتے ہیں مگر خیال تک نہیں گذرتا۔ کہ اس کا بھی کوئی اجر ملے گا کیونکہ عموماً نیت ہی کچھ اور ہوتی ہے۔

صلح اللہ حالنا واحسن بالنا و مآلنا ـــ ساتھ ہی یہ بھی سوچنے کی بات ہے کہ آپ نے ایصال ثواب کی کتنی سادہ سہل، مفید اور ضروری تر صورت اختیار فرمائی جسے ہر غریب اور نادار بھی اختیار کر سکے۔ اس کے لئے مروجہ خیراتوں سے ایصال ثواب کرنے کی طرح نہ قرضہ لینے کی ضرورت اور نہ یتامیٰ کے حقوق ضائع ہونے کا خطرہ مفید اتنی کہ بجائے جسمانی فائدہ کے اللہ کے بندوں کو روحانی اور دینی فائدہ پہنچایا۔

استدراک: اس سے یہ نہ سمجھا جائے کہ اہل استطاعت حضرات کو صحیح طریقہ سے بلا قید ایام و رسوم بھی صدقات اور خیرات سے ایصال ثواب کرنے کی ضرورت نہیں کیونکہ عبادات بدنیہ صوم وصلوٰۃ وتلاوت کے ذریعہ ایصال ثواب میں تو بعض حضرات نے حنفیہؒ کے ساتھ اختلاف بھی کیا ہے کما نقلہ الشامیؒ مگر صدقات جبکہ وہ بہ نیت صحیح بطریق مسنون ہوں" کے ذریعہ ایصال ثواب میں تو سب کا اتفاق ہے اور غضب خداوندی کی آگ بجھانے میں بھی صدقہ کا خاص اثر ہے اس لئے حسب استطاعت صدقات کے ذریعہ تو ایصال ثواب ضرور ہی کرنا چاہئے۔ ہمارا مقصد یہ ہے کہ اس کے علاوہ ایصال ثواب کی اور بھی صورتیں ہیں جو کہ سہل بھی ہیں اور ریاء وغیرہ سے زیادہ دور بھی اور ساتھ ہی ہمہ وقتی بھی۔ اس لئے ان سے بھی ہرگز غفلت نہ برتی جائے۔ ہم دوسروں کو دعاؤں میں یاد کرتے رہا کریں گے۔ تو کیا عجب کہ جس وقت ہم بھی غریق منفوث کی حیثیت سے قبر کے مہمان ہوں گے اللہ تعالےٰ اپنی رحمت سے کسی اپنے بندے کو ہمارے لئے بھی دعائے مغفرت کی طرف متوجہ فرمائیں۔

بہر حال قاضی عبدالمجید صاحب مرحوم کے اس طرز عمل سے توجہ ہوئی کہ دینی باتوں کی اشاعت کرکے ان کا ثواب بخش دینا ایصال ثواب کی ایک بہتر صورت ہے استاذی و مخدومی قبلہ حضرت صاحب سرگودھوی رحمہ اللہ تعالےٰ نے اپنی پوری زندگی چونکہ دین بیان کرنے کے لئے ہی وقف فرما دی تھی اور یہی مہد سے تا لحد آپ کا محبوب مشغلہ رہا۔ اس لئے خیال آیا کہ کچھ دینی باتوں پر مشتمل مضمون ہی آپ کے ایصال ثواب کا ذریعہ بنایا جائے تو غالباً آپ کی روح مبارک کو زیادہ سکون و اطمینان حاصل ہوگا۔ تغمدہ اللہ بغفرانہ واسکنہ بحبوحۃ جنانہ۔

ایک درخواست: چونکہ مضمون کا مقصد حضرت مرحوم کی سوانح حیات لکھنا نہیں اس لئے آپ کی زندگی کے بہت سے ضروری حالات بھی اس میں شامل ہونے سے رہ گئے ہیں بلکہ صرف آپ کی زندگی کے بعض گوشوں سے عبرت اور نصیحت حاصل کرنے پر توجہ دی گئی ہے۔ اس لئے ناظرین کرام سے درخواست کی ہے کہ وہ اس تحریر کو حضرتؒ کی سوانحعمری کے خیال سے نہیں بلکہ آپ کے آئینہ کردار میں اپنی زندگی سنوارنے کے نقطۂ نظر سے پڑھنے کی کوشش فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ اس ناکارہ اور جمیع ناظرین کرام کو اللہ والوں کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق ارزانی فرمائیں۔ آمین۔

(باقی آئندہ)

غلام احمد مدرسہ خدام القرآن جلہ جیم

بہترین عمل

ہماری آخرت کی کامیابی نیک اعمال پر موقوف ہے ۔ نیک عمل ان اللہ تعالےٰ کے فرمانات کو کہتے ہیں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نمونے میں ادا کئے جائیں ۔

اپنے مقام پر تمام اعمال ہی بہت اونچے ہیں لیکن سب سے افضل ترین عمل نماز ہے جو ایمان کے بعد سب سے پہلے فرض ہوتی ہے اور تمام فرائض کے بعد تک ساتھ رہتی ہے ۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ اللہ تعالےٰ شانہٗ کے یہاں سب سے زیادہ عمل کونسا ہے ۔ ارشاد فرمایا کہ نماز میں نے عرض کیا اس کے بعد کیا ہے ۔ ارشاد فرمایا، والدین کی اطاعت ۔ میں نے عرض کیا، اس کے بعد ۔ فرمایا، جہاد ۔ (حدیث)

چنانچہ صحیح حدیثوں میں نقل کیا گیا ہے کہ تمہارے اعمال میں سب سے بہتر عمل نماز ہے ۔

گناہوں کی بخشش

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں ۔ کہ ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے ۔ اُس وقت درختوں کے پتے گر رہے تھے ۔ آپ نے ایک درخت کی ٹہنی پکڑ کر زور سے ہلایا ۔ تو پتے اور بھی گرنے لگے ۔ آپ نے فرمایا کہ اے ابوذرؓ ! جب مسلمان بندہ نماز اللہ کے لئے اخلاص سے پڑھتا ہے تو اس کے بدن سے گناہ بھی اسی طرح گرتے ہیں جس طرح اس درخت سے پتے گرے ہیں (حدیث)

(ف) سردی کے موسم میں درختوں کے پتے بہت زور سے گرتے ہیں ۔ بعض پر تو ایک بھی نہیں رہتا ۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا پاک ارشاد ہے ۔ کہ اخلاص سے نماز پڑھنے کا اثر بھی یہی ہے کہ اس کے سارے گناہ معاف ہو جاتے ہیں ۔ اس پر اتفاق ہے کہ نماز سے صغیرہ گناہ معاف ہوتے ہیں ۔ کبیرہ گناہ توبہ سے معاف ہوتے ہیں ۔ البتہ اللہ تعالےٰ شانہٗ اپنے فضل سے جس کے کبیرہ بھی معاف فرمادیں تو دوسری بات ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا جس طرح کسی شخص کے دروازہ پر ایک نہر گہری جاری ہو اور وہ اُس میں روزانہ پانچ مرتبہ غسل کرتا ہو جس سے اس کے بدن میں میل کا ذرہ بھی نہیں رہتا ۔ یہی مثال ہے ۔ پانچ وقتہ نمازی کی کہ اس کے بدن سے بھی سارے گناہ زائل ہو جاتے ہیں (الحدیث)

سوچنے کی بات کیا ٹھکانہ ہے اس کی مہربانی اور عطا کا کہ جو کریم اس طرح عطا کرتا ہو، اس سے نہ لینا کتنی سخت محرومی ہے ۔ اور کتنا نقصان ہے ۔

تمام مشکلات کا حل نماز ہے

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کوئی سخت امر پیش آتا تو فوراً نماز میں متوجہ ہو جاتے تھے (حدیث)

(ف) نماز اللہ تعالیٰ کی بڑی رحمت ہے اس لئے پریشانی کے وقت ادھر متوجہ ہونا گویا اللہ تعالیٰ کی رحمت کی طرف متوجہ ہو جانا ہے ۔ جب رحمت الٰہی مددگار ہو جائے تو کیا مجال ہے کہ کوئی پریشانی باقی رہے ۔

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آندھی کے وقت نماز شروع فرما دیتے تھے ۔ جب تک آندھی بند نہ ہو جاتی مسجد سے باہر تشریف نہ لاتے ۔ اسی طرح سورج یا چاند گرہن ہو جاتا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز شروع فرما دیتے (حدیث)

حضرت صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ پہلے انبیاء علیہم السلام کا بھی یہی معمول تھا کہ ہر پریشانی کے وقت نماز میں متوجہ ہو جاتے ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ایک مرتبہ سفر میں جا رہے تھے ۔ راستے میں بیٹے کے انتقال کر جانے کی خبر ملی تو اونٹ سے اترے اور دو رکعت نماز پڑھی پھر اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھا پھر فرمایا میں نے وہ کیا جس کا اللہ تعالےٰ نے حکم فرمایا ہے ۔ اس کے بعد قرآن کریم کی یہ آیت پڑھی ۔ وَاسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوۃِ

حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ کے انتقال کا وقت آیا تو جو لوگ وہاں موجود تھے ان سے فرمایا کہ میں ہر شخص کو یہ کہتا ہوں۔ کہ جب میری روح نکل جائے تو سب حضرات اچھی طرح وضو کرنا پھر مسجد میں جا کر دو رکعت نماز پڑھ کر میرے واسطے استغفار کرنا ۔ اس کے بعد مجھے قبر میں دفن کرنا

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر والوں کو جب مشکل امر پیش آتا ۔ تو آپ ان کو نماز کا حکم فرماتے (حدیث)

ایک حدیث میں ارشاد ہے جس شخص کو کوئی ضرورت پیش آئے دینی یا دنیاوی ہو، اس کا تعلق مالک سے ہو یا اس کی مخلوق سے تو چاہیئے کہ اچھی طرح وضو کرے پھر دو رکعت نماز پڑھے پھر اللہ تعالےٰ سے اپنی حاجت کے پورا ہونے کی دعا کرے ۔ انشا اللہ تعالیٰ پوری ہوگی ۔ دعا کا طریقہ یہ ہے کہ بعد از نماز درود شریف پڑھے ۔ اس کے بعد یہ دعا پڑھی جاوے ۔

دُعا: لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيْمُ الْكَرِيْمُ ۔ سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ اَسْئَلُكَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِكَ وَعَزَآئِمَ مَغْفِرَتِكَ وَالْغَنِيْمَةَ مِنْ كُلِّ بِرٍّ وَّالسَّلَامَةَ مِنْ كُلِّ اِثْمٍ لَا تَدَعْ لِيْ ذَنْبًا اِلَّا غَفَرْتَهٗ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ وَلَا هَمًّا اِلَّا فَرَّجْتَهٗ وَلَا حَاجَةً هِيَ لَكَ رِضًا اِلَّا قَضَيْتَهَا يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ ۔

حضرت وہب بن منبہ کہتے ہیں ۔ کہ اللہ تعالیٰ سے حاجتیں نماز کے ذریعے طلب کی جاتی ہیں اور پہلے لوگوں کو جب کوئی حادثہ پیش آتا تو وہ نماز کی طرف متوجہ ہوتے تھے ۔

حکایت کہتے ہیں کوفہ میں ایک قلی رہتا تھا لوگوں کو اس پر اعتماد تھا ۔ کہ کا سامان وغیرہ لے جاتا تھا ۔ ایک دفعہ سفر میں جا رہا تھا کہ ایک شخص نے اس سے کہا کہ مجھے اپنے ساتھ سوار کرکے لے جائیں اس قلی نے اسے خچر پر سوار کرلیا ۔ چلتے چلتے اس شخص نے کہا کہ فلاں راستہ سے

چلیں اس میں بہت سبزہ وغیرہ ہے۔ قُلی پہلے اس راستہ کا واقف نہ تھا۔ جب آگے پہنچے تو ایک وحشت ناک جنگل میں بہت مردے پڑے ہوئے دیکھے وہ شخص جلدی سے اتر کر اپنی جیب سے چھری نکال کر قلی کی جان ختم کرنے کے لئے کھڑا ہوگیا اس قلی نے کہا کہ میرا سامان وغیرہ سب لے لے اور مجھے چھوڑ دے مگر اس نے نہ مانا۔ بالآخر قلی نے کہا کہ مجھے پہلے صرف دو رکعت نماز تو پڑھنے دے۔ اس شخص نے کہا، پڑھ لو، پہلے والے مردوں نے بھی یہی کہا تھا۔ ان کو ان کی نمازنے کچھ فائدہ نہ دیا۔ چلو تو بھی پڑھ لے۔ جب اس نے نماز کی نیت باندھی تو خوف کی وجہ سے اس کو کوئی آیت بھی یاد نہ رہی۔ ادھر وہ آواز دے رہا تھا کہ جلدی کر۔ اچانک اس کی زبان پر آیت آگئی:

اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ۔

ترجمہ: کیا کوئی بے قرار کی فریاد سننے والا ہے؟

یہ پڑھ رہا تھا اور رو رہا تھا کہ ایک سوار نمودار ہوا جس کے سر پر لوہے کی ٹوپی تھی اس نے نیزہ مار کر اس ظالم کو ہلاک کردیا۔ اس کے بدن سے آگ کے شعلے نکلنے لگے۔ وہ قلی پھر سجدے میں گر گیا۔ اللہ تعالےٰ کا شکر ادا کیا پھر اس سوار سے پوچھنے لگا کہ آپ کون ہیں اس نے کہا، میں اس کا غلام ہوں جس کو تم نے پکارا تھا۔ اب تم بے خوف ہوکر جہاں جانا ہے چلے جاؤ۔

جنت پر نماز کو ترجیح

ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں اگر مجھے جنت میں جانے اور دو رکعت نماز پڑھنے میں اختیار دے دیا جائے تو میں دو رکعت نماز اختیار کروں گا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں وہ شخص بڑا قابل رشک ہے۔ جو ہلکا پھلکا، کم روزی پر صبر کرنے والا، اور گم نامی کی زندگی بسر کرنے والا ہو۔ لیکن نماز میں اس کو وافر حصہ ملا ہو۔

شہید سے بھی پہلے جنت کا داخلہ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:-

ایک قبیلہ کے دو شخص ایک ساتھ مسلمان ہوئے۔ ایک ان میں سے جہاد میں شریک ہوکر شہید ہوگیا۔ دوسرے صاحب ایک سال بعد فوت ہوئے۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ بعد والے جنت میں پہلے داخل ہوئے ہیں۔ میں نے حضور علیہ السلام سے عرض کیا آپ نے فرمایا کہ تعجب کی کیا بات ہے اس کی ایک سال کی نمازیں اتنی اتنی اور ایک رمضان کے روزے اس کو جنت میں پہلے لے گئے۔

(ف) اگر سال کے تمام مہینے اُنتیس ۲۹ دن کے لگائے جائیں اور صرف فرض اور وتر کی رکعتیں شمار کی جائیں، تب بھی چھ ہزار نوسو ساٹھ (۶۹۶۰) رکعتیں ہوتی ہیں۔ اگر نوافل اور سنتیں شمار کی جائیں، تب تو پوچھنا ہی کیا!

نماز کے وقت فرشتے کا اعلان

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جب نماز کا وقت آتا ہے تو ایک فرشتہ اعلان کرتا ہے کہ اے آدم کی اولاد! اٹھو اور جہنم کی اس آگ کو جس کو تم نے اپنے گناہوں سے جلانا شروع کیا ہے، بجھاؤ۔ چنانچہ دین دار لوگ اُٹھتے ہیں، وضو کرکے ظہر کی نماز پڑھتے ہیں، جس کی وجہ سے ان کے وہ گناہ جو صبح سے ظہر تک ہوئے معاف کردیئے جاتے ہیں اسی طرح عصر کے وقت، پھر مغرب تک وقت، پھر عشاء کے وقت، پھر صبح کے وقت یہی صورت رہتی ہے۔

رات غنیمت یا وبال

حضرت سلمان رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ:-

جب عشاء کی نماز ہولیتی ہے تو تمام آدمی تین جماعتوں میں تقسیم ہوجاتے ہیں۔ ایک وہ جماعت ہے جس کے لئے رات غنیمت اور کمائی اور بھلائی ہے۔ یہ وہ حضرات جو رات کی فرصت کو غنیمت سمجھتے ہوئے جب لوگ اپنے راحت و آرام سونے میں مشغول ہو جائیں، یہ لوگ نماز میں مشغول ہوجاتے ہیں، ان کے لئے رات ......اجر و ثواب بن جاتی ہے۔

دوسری وہ جماعت جس کے لئے رات وبال اور عذاب ہے۔ یہ وہ جماعت ہے جو رات کی تنہائی اور فرصت میں گناہ کرتے ہیں۔ جس کی بنا پر رات ان کے لئے وبال بن جاتی ہے

تیسری وہ جماعت ہے جو عشاء کی نماز پڑھ کر سو جاتے ہیں، اُن کے لئے رات نہ وبال ہے نہ کمائی۔ نہ کچھ گیا، نہ کچھ آیا۔

اللہ تعالیٰ کی ذمہ داری پر جنت میں داخلہ

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ جلّ شانہٗ کا ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ:- میں نے تمہاری امت پر پانچ نمازیں (باقی آئندہ)

بقیہ - علم وحکمت کی چند جھلکیاں

ستم اٹھا رکھا تھا کہ راشن کیا کسی ہوائی پرندے کو بھی ادھر بھٹکنے نہیں دیتے تھے تاکہ کہیں مسلمان اپنی بھوک کا علاج نہ کرلیں یہاں تک فاقہ مستی کا عالم چھا گیا کہ بھوک کے مارے ماؤں کی چھاتیوں میں دودھ تک خشک ہوگیا اور معصوم بچے چیخنے لگ گئے۔ تو وہ آتشین شریعت والا آمنہ کا لعل دائی حلیمہ کے گھر بار کو چار چاند لگا دینے والا تائید غیبی پر بھروسہ کرتے ہوئے حضرت جابرؓ کے گھر ایک ٹوپا اناج سے معجزانہ طریقہ پر ایک ہزار افراد کو نو سیر کرا دیتا ہے۔ لیکن اس کی غیرت یہ گوارا نہیں کرتی۔ کہ جب عمرو بن عبدود بڑا بہادر کافر خندق پھاند کر حضرت علیؓ کے ہاتھوں پنے دو اور ساتھیوں سمیت جہنم واصل ہوجاتا ہے تو کفار نے ان کی لاشوں کا مطالبہ کرتے وقت یہ پیش کش کی تھی کہ ہم تمام مدینہ والوں کو پیٹ بھرنے کے لئے راشن دے دیتے ہیں تم ہماری لاشیں واپس لوٹا دو۔ لیکن اللہ کے سچے پیغمبر نے ان کی اس پیشکش کو پائے استحقار سے ٹھکراتے ہوئے لاشوں کو مفت واپس کر دیا تاکہ دنیا والے یہ نہ سمجھیں کہ یہ ساری لڑائیاں راشن وغیرہ کے مطالبے پر تھیں آپؐ نے دین حق کی دنیا والوں کے سامنے وہ عزت کرائی کہ اسی وقت سے حضرت خالدؓ اور حضرت ابوسفیانؓ جیسے بڑے بڑے سرداروں کے دماغوں کا اپریشن ہونے لگ گیا اور آخر اسوۂ نبوی اور خلق محمدی نے انہیں حلقہ بگوش اسلام ہونے پر مجبور کر دیا۔

لمحہ فکریہ

اے علماء کرام نائبین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آؤ ہم بھی سیرت مقدسہ سید الابرار اور اللہ والوں کی سوانح حیات سے خوشہ چین ہوکر ایسے کردار ادا کر جائیں جن سے دین اسلام کی لوگوں کی نظروں میں عزت بڑھے اور ہم قیامت کے روز اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں سرخرو ہوجائیں۔

تعارف و تبصرہ ★

مظفر گجراتی
بی۔اے

نام کتاب ۔مسئلہ قربانی
تصنیف ۔ حضرت مولانا ابوالزاہد محمد سرفراز صفدر
صفحات ۔ ۴۰ کاغذ سفید سائز ۲۰×۳۰/۱۶
قیمت ایک روپیہ پچیس پیسہ علاوہ محصولڈاک
ناشر ۔ادارۂ نشر و اشاعت مدرسہ نصرۃ الاسلام
نزد گھنٹہ گھر گوجرانوالہ

اس کتاب میں قرآن کریم اور صحیح احادیث اور تاریخ اسلام کے ٹھوس حوالوں سے ثابت کیا گیا ہے کہ قربانی، حاجی اور حرم شریف کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ ہر جگہ صاحب استطاعت مسلمان کے لئے اس کا حکم عام ہے اور منکرین نے بزعم خود جو عقلی دلائل پیش کئے تھے ان کا تانا بانا بھی عرض کیا گیا ہے نیز یہ بھی ثابت کیا گیا ہے کہ آئمہ ثلاثہ اور جمہور فقہاء کرام کے نزدیک قربانی کے صرف تین دن ہیں ۔اور اس کے خلاف پیش کردہ دلائل کی حقیقت بھی واضح کی گئی ہے اس کتاب کا مطالعہ ہر مسلمان کے لئے مشعل راہ ثابت ہوگا ۔ (ن ۔م)

کتاب ۔ فضائل درود شریف
مؤلفہ ۔راس المحدثین حضرت الحافظ مولانا
محمد زکریا صاحب مدظلہ شیخ الحدیث
مظاہر العلوم سہارنپور
ضخامت = ۱۵۲ صفحات
کتابت و طباعت آفسٹ پر ٹائیٹل دیدہ رنگین
دیدہ زیب ہدیہ ایک روپیہ پچاس پیسے علاوہ محصولڈاک
ناشر : محمود الحسن، نور محمد تاجران کتب ۱۴ ۔بی
شاہ عالم مارکیٹ لاہور۔

ارشاد خداوندی کے مطابق ہر مومن و مسلم کے لئے جناب رسالتماب محبوب خدا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات قدسی صفات پر درود بھیجنا واجبات دین میں سے ہے۔ محدثین کرام اور ائمہ عظام نے درود شریف کی اہمیت، اس کے فضائل اس کی برکات اور اس کی کثرت کے فوائد عجیبہ و نتائج سعیدہ پر بے شمار مقالات تصنیف کئے ہیں۔ اور حق تو یہ ہے کہ قرب خدا و رسول کے حصول کے لئے اس سے بڑھ کر پاکیزہ اور موثر وظیفہ اور کوئی نہیں ۔زیر نظر کتاب بھی جیسا کہ اس کے نام سے ظاہر ہے اسی مقدس اور مبارک وظیفے کے فضائل پر ہے ۔اس کی ثقاہت، جامعیت اور صحت کی یہی دلیل کافی ہے ۔کہ اسے حضرت شیخ الحدیث الحاج مولانا محمد زکریا صاحب مدظلہ العالی نے لکھا ہے اس میں درود شریف کے پڑھنے کے فضائل اور نہ پڑھنے پر وعیدیں، آداب درود اور روضۂ اطہر پر صلوٰۃ و سلام پڑھنے کا طریقہ یہ سب کچھ شرح و بسط کے ساتھ درج ہے ۔اس کتاب کے مطالعہ سے ہر شخص خود محسوس کرے گا ۔کہ درود شریف کتنی بڑی دولت ہے اور اس میں کوتاہی کرنے والے کتنی عظیم سعادت سے محروم ہیں ۔ہر مسلمان کے گھر میں اس کتاب کا ہونا ضروری ہے ۔اللہ تعالےٰ سب کو اس کے مطالعہ اور اس پر عمل پیرا ہونے کی توفیق بخشے امین

کتاب ۔ معرکہ حق و باطل (غزوۃ الہند)
نتیجہ فکر ۔ الحاج مولانا عرفان رشدی
ضخامت ۔ ۱۰۴ صفحات قیمت نامعلوم ٹائیٹل رنگین و خوشنما۔

اس کتاب میں عرفان صاحب نے مختلف اخلاقی و دینی موضوعات پر ایک ایک شعر کے علاوہ ۱۹۶۵ء کی پاک بھارت جنگ کے سلسلے میں متعدد مختلف نظموں میں شہدائے پاکستان کو بھی خراج تحسین پیش کیا ہے کتاب کے شروع کے صفحات کو غزوۃ الہند اور سرایا پر بھیجتے وقت اسلامی لشکر کے امیر کو سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی وصایا و نصائح اور جنگ کے دوران مسلمانوں کے طرز عمل کے بارے میں حضورؐ کی احادیث سے زینت دی گئی ہے جن سے دینی معلومات کے علاوہ روحانی بصیرت بھی حاصل ہوتی ہے ۔کتاب سیکرٹری نشر و اشاعت مجلس علما پاکستان لاہور سے مل سکتی ہے ۔

بقیہ : مجلس ذکر

بھی نہیں آتا ۔ساری گاڑی کا ستیاناس کر دیا وغیرہ وغیرہ — حضرت مدنیؒ یہ باتیں سن کر آہستگی سے بیت الخلاء کے اندر گئے اسے صاف کر دیا اور باہر آکر ان بابو صاحب سے فرمانے لگے ۔ بھائی خفا نہ ہوں بیت الخلاء صاف ہے۔

یہ تھا بے نفسی اور خدمت خلق کا جذبہ شیخ العرب والعجم امام الاتقیاء والاصفیاء حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے اندر — غرض حاصل اس ساری گفتگو کا یہ ہے کہ جو شخص عنداللہ جس قدر بلند اور صاحب مقام ہوتا ہے اسی قدر انکساری، عاجزی اور بے نفسی کا پتلا ہوتا ہے — اللہ تعالےٰ ہم سب کو کبر و غرور اور نفس کے فریب سے بچائے اور ہر گھڑی اپنی یاد میں شاغل رہنے کی توفیق عطا فرمائے ۔آمین !

بقیہ : اداریہ

حکومت تک خبریں پہنچانے کے ذمہ دار ہیں ان میں اس قسم کا عنصر غالب اکثریت میں ہے جو صرف یک طرفہ رپورٹ پیش کرتا ہے ۔ وہ علماء کرام کی تقریروں کی رپورٹنگ کرنے میں رائی کا پہاڑ بنا دیتے ہیں ۔ اور قادیانیوں کی اشتعال انگیزیوں کے پہاڑ کو بھی رائی ظاہر کرکے حکومت کے سامنے رکھتے ہیں ۔اس طرح حکومت کو صحیح صورت حال سے بے خبر رکھا جاتا ہے ۔چنانچہ ہماری معلومات کے مطابق ملک میں اس قسم کے ذمہ دار افراد کا ایک جال بچھا ہوا ہے جو صدر مملکت اور ملک کے دیگر کارپردازوں کو صحیح صورت حال سے نا آشنا اور معاملہ کی اصل نوعیت کو بگاڑ کر پیش کرنے کی کوشش میں غرق رہتے ہیں تاکہ کارپردازان مملکت اور علماء کرام کے درمیان اختلافات کی خلیج وسیع سے وسیع تر ہو جائے اور وہ اپنا الو سیدھا کرنے میں کامیاب ہو جائیں ۔ہم اپنے علم و یقین کی روشنی میں دیانت داری سے اس امر کا اعلان کرتے ہیں کہ ملک میں اس وقت کوئی بھی ذی شعور عالم دین ایسا نہیں جس کے دل و دماغ کے کسی بھی گوشے میں کوئی سازش، لاقانونیت یا تخریبی جذبات پرورش پا رہے ہوں یا وہ حکومت کے خلاف کسی تحریک کا ارادہ رکھتا ہو اور یہ اس وجہ سے نہیں کہ علماء خائف ہیں یا خوشامدی ذہن رکھتے ہیں بلکہ اس لئے کہ وہ جانتے ہیں کہ ملک میں کسی بھی افراتفری یا تحریک کا فائدہ درحقیقت دشمنان اسلام کو پہنچے گا اور وہی لوگ آگے آئیں گے جو اس وقت علماء اور حکومت کے درمیان حائل ہیں اور ان دونوں کے درمیان منافرت کو ہوا دینے میں منافقانہ کردار ادا کر رہے ہیں ۔چنانچہ صدر مملکت اور گورنر مغربی پاکستان کی خدمت میں ہم دردمندانہ اپیل کرتے ہیں کہ وہ صحیح صورت حال کا جائزہ لیں، مار آستین قسم کے لوگوں سے خبردار رہیں، تمام فرقوں کی سرگرمیوں پر ذاتی اور کڑی نگاہ رکھیں اور حاشیہ برداروں سے قطع نظر کرکے اپنی صوابدید پر فیصلہ کریں کہ ملک و قوم کا غدار کون ہے اور وفادار کون ہے — انشاءاللہ تھوڑے ہی عرصہ میں حقیقت حال سامنے آجائے گی۔

رہ گیا عقائد اسلامی کا بیان، حضورؐ کی ختم نبوت کا اعلان،

بقیہ — بہترین عمل

فرض کی ہیں اور اس کا میں نے عہد کر لیا ہے جو شخص ان پانچ نمازوں کو وقت پر ادا کرے گا اس کو میں اپنی ذمہ داری سے جنت میں داخل کروں گا۔ اور جو ان نمازوں کو وقت پر ادا کرنے کا اہتمام نہ کرے تو مجھ پر اس کی کوئی ذمہ داری نہیں ہے

دو رکعت نماز، تین ہزار روپے سے زیادہ قیمتی ہے!

حضرت ابن سلمان فرماتے ہیں کہ: خیبر کی لڑائی میں جب مال غنیمت تقسیم ہوا۔ تو ایک صحابیؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آج میں اپنا مال لے کر فروخت اور خرید کرتا رہا، حتیٰ کہ ایک ہی دن میں مجھے تین ہزار روپے نفع ہوا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر کوئی شخص فرض نماز کے بعد اللہ کے لئے دو رکعت نفل پڑھے تو اس کے نامۂ اعمال میں تین ہزار سے زیادہ ثواب لکھا جائے گا جو قیامت تک ضائع نہ ہوگا

حضرت شفیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ مشہور صوفی بزرگ ہیں فرماتے ہیں۔ ہم نے پانچ چیزیں تلاش کیں، ان کو پانچ جگہ پایا۔

(۱) روزی کی برکت چاشت کی نماز میں ملی

(۲) قبر کی روشنی تہجد کی نماز میں ملی۔

(۳) منکر نکیر کے سوال کا جواب طلب کیا تو اس کو قرأت میں پایا

(۴) پل صراط کا سہولت سے پار ہونا روزے اور صدقے میں پایا۔

(۵) عرش کا سایہ تلاش کیا تو خلوت میں پایا۔ وَمَا تَوْفِيقِي اِلَّا بِاللّٰه

بقیہ — مسجد؛ فضائل و آداب

منع ہے مسجد میں بدبودار چیز کھا کر نہ آؤ مسجد میں قصاص لینا منع ہے۔ مسجد میں تھوکنا گناہ ہے۔ اس کا کفارہ یہ ہے کہ اس جگہ کو صاف کرو اور فرمایا کہ مسجد میں دنیاوی گفتگو کرنا منع ہے۔ قیامت کی نشانیوں میں سے ایک یہ ہے کہ لوگ دنیاوی گفتگو مسجد میں کیا کریں گے۔ ایسے لوگوں کی عبادت قبول نہیں ہے اس پر ہی کسی نے کہا ہے ؎

کرے بات دنیا کی مسجد میں جو
عبادت قبول اس کی ہرگز نہ ہو

پیارے بچو! یہ مساجد تو ایک قسم کے دار الشفاء ہیں۔ اور ہم سب روحانی مریض ہیں۔ آئیے ہم یہاں آکر شفا حاصل کریں۔ اپنے سابقہ گناہوں ۱۴

اپیل

برادرانِ اسلام! ملک میں اسلامی قدروں کو جس طرح پامال کیا جا رہا ہے اور دینداروں پر جو کڑا وقت آپڑا ہے وہ کسی بھی مذہب دوست سے مخفی نہیں۔ انگریز اسلام دشمن تھا اس نے اپنے عہد اقتدار میں کئی فتنے کھڑے کئے۔ جعلی نبوتوں کو کاشت کیا اور ان کی آبیاری کی اور اب جب کہ وہ اپنا بستارہ اٹھا کر رخصت ہو چکا ہے۔ اُس کی معنوی اولاد پھر سے سر اٹھا رہی ہے۔ چنانچہ ان کے تعاقب کے لئے مجلس تحفظ ختم نبوت دن رات ایک کئے ہوئے ہے اور علمی و تبلیغی میدان میں ان کی سرکوبی کے لئے مصروفِ عمل ہے۔ آپ سب حضرات جانتے ہیں کہ باطل فرقوں کی پشت پر بے اندازہ سرمایہ اور اثر و رسوخ کام کر رہا ہے۔ اور اس طرف صرف اخلاص، اللہ تعالیٰ کی نصرت اور بے لوث مسلمانوں کے صدقات و خیرات سے کام چل رہا ہے۔ مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغین اور دفاتر ہر شہر میں موجود ہیں۔ اس کے علاوہ کئی مبلغین ملک کے کونے کونے میں دینِ حق نشر و اشاعت کے لئے سرگرم کار ہیں اور اسی طرح ہزاروں روپیہ ماہوار کا خرچ مجلس تحفظ ختم نبوت کو اٹھانا پڑتا ہے جو محض آپ حضرات کے تعاون ہی سے پورا ہو سکتا ہے۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ دینِ حق کی تبلیغ، مذاہب باطلہ کی تردید، مسلمانوں کو ارتداد سے بچانے کا کام اور ان کے دین و ایمان کا تحفظ ہوتا رہے تو آپ صدقات و خیرات، زکوٰۃ اور قربانی کی کھالیں مجلس تحفظ ختم نبوت کو دے کر اسلام دوستی کا ثبوت دیں اور اس طرح عند اللہ ماجور ہوں۔

شعبہ نشر و اشاعت مجلس تحفظ ختم نبوت
بیرون دہلی گیٹ نزد شاہ محمد غوث لاہور

لاہور کے حضرات کھالیں اور امداد مذکورہ پتہ پر بھیجیں اور باقی حضرات دفتر مجلس تحفظ ختم نبوت تغلق روڈ ملتان کو ارسال فرمائیں۔

مدرسہ حنفیہ تعلیم الاسلام جہلم کا سالانہ جلسہ

مورخہ ۲۶، ۲۷، ۲۸ ذیقعد ۱۳۸۶ھ مطابق ۹، ۱۰، ۱۱ مارچ بروز جمعرات، جمعہ، ہفتہ منعقد ہو رہا ہے جس میں حافظ الحدیث حضرت مولانا محمد عبد اللہ صاحب درخواستی جانشین شیخ التفسیرؒ حضرت مولانا محمد عبید اللہ صاحب انور حضرت مولانا مفتی محمود صاحب۔ حضرت مولانا سید گل بادشاہ صاحب، حضرت مولانا لال حسین صاحب اختر حضرت مولانا محمد اجمل صاحب۔ حضرت مولانا عبد الشکور صاحب دین پوری و دیگر مقتدر علماء شرکت فرمائیں گے احباب تاریخیں یاد رکھیں یاد رہے کہ پہلا اجلاس ۹ ر مارچ ۱۹۶۷ء بروز جمعرات شب کو منعقد ہوگا

(مولانا) عبد اللطیف غفرلہٗ

۱۴ سے تائب ہوں۔ اور اپنی غلطیوں۔ کوتاہیوں اور فروگزاشتوں کا اعتراف کریں۔ اور آئندہ کے لئے صدق دل سے عمل کی تیاری کریں۔ خدا ہم سب کو معاف فرمائے۔ آمین ثم آمین

مدرسہ خیر المدارس ملتان کا جلسہ (سالانہ)

مدرسہ خیر المدارس ملتان کا سالانہ جلسہ اعلان سابق کے مطابق ۱۰، ۱۱، ۱۲ ر مارچ ۱۹۶۷ء بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار منعقد ہو رہا ہے جس میں ملک کے مشہور علماء و مشائخ شریک ہو رہے ہیں۔

(حضرت مولانا) خیر محمد جالندھری (مدظلہٗ) مہتمم خیر المدارس ملتان

احباب کی اطلاع کے لئے

مرکزی جمعیت اتحاد القراء پاکستان کے جنرل سیکرٹری مولانا قاری محمد شریف قصوری، لاہور کے مشہور مثالی اور مرکزی دینی درسگاہ جامعہ مدنیہ کریم پارک لاہور میں استاد مقرر ہو گئے ہیں جمیع احباب مذکورہ پتہ پر رابطہ قائم فرمائیں۔

بچوں کا صفحہ

مساجد؟ فضائل و آداب

محمد صدیق عاصمی اورنگ آباد

لغت کے لحاظ سے مسجد سجدہ کرنے کی جگہ کو کہا جاتا ہے۔ مگر اصطلاحاً ہر ایسی جگہ کو یہ نام دیا جا سکتا ہے۔ جو باجماعت نماز ادا کرنے کے لئے مخصوص کر دی گئی ہو بلکہ مسلمان کے لئے تو ہر پاکیزہ جگہ مسجد ہے کیونکہ جہاں ہمارے آقا حبیب خدا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اور چیزوں کی بنا پر دوسرے انبیاء کرام پر فضیلت حاصل ہے وہاں ایک یہ بھی ہے۔ کہ آپؐ کے لئے ساری زمین مسجد بنا دی گئی ہے۔

مگر تاریخ اس بات کی شاہد ہے۔ کہ اسلام کے اندر مساجد کا رتبہ صرف عبادت گاہوں تک ہی مخصوص نہیں ہے۔ بلکہ یہ تو شعار ملی ہیں مگر آج کل ان کی اہمیت کو فراموش کیا جا چکا ہے یہ نہ بھولئے کہ مساجد مسلمانان عالم کی اجتماعی زندگی کی سرگرمیوں کا مراکز رہی ہیں۔ کوئی وقت تھا جب تہذیبی، معاشرتی، تمدنی، سیاسی اور ملی جد و جہد کا مقام یہ اللہ کے گھر تمام شعبوں سے متعلقہ امور انہیں مراکز پہ طے کئے جاتے تھے۔ ان کے علاوہ خاص طور پر خدا کی عبادت، تعلیم دین ان کا مقصد اولی ہے، یہ تنظیم اور مساوات کا سبق دیتی ہیں

ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و ایاز
نہ کوئی بندہ رہا، اور نہ کوئی بندہ نواز

یہاں سے ہی احساس اخوت اور باہمی ہمدردی کا درس ملتا ہے، اس کے علاوہ ہر قوم کا ایک نہ ایک شعار ہوتا ہے۔ جس سے وہ پہچانی جاتی ہے جس کو قائم دیکھ کر اس کا سر فخر سے اونچا ہو جاتا ہے۔ تو مساجد اسلامی شعار ہیں کیونکہ جب اس میں اللہُ اکبر کی صدا بلند ہوتی ہے۔ تو وہ علی الاعلان خدا کی بزرگی کا پتہ دیتی ہے۔ مسجد کو دیکھ کر یہ معلوم ہو جاتا ہے۔ کہ یہاں مسلمان آباد ہیں۔

علاوہ ازیں مساجد میں منبر و محراب مسلمانوں کے لئے ایک محور کی حیثیت رکھتے ہیں ایک مدت تک ملت اسلامیہ کی ہر تحریک کا آغاز یہیں سے ہوتا رہا ہے۔ مسلمان کو جب بھی کوئی مشکل درپیش ہوتی وہ فوراً اللہ کے گھر میں پناہ ڈھونڈتا۔ بسا اوقات جب مجاہدین اسلام کفار سے برسرپیکار ہوتے تو مساجد کے صحن ان کے لئے دعائیں مانگنے والوں سے بھر جاتے۔ کیوں نہ بھر جائیں آخر مسلمان کا آخری سہارا ان گھروں کا مالک ہے۔ ان گھروں سے انسان کو ہر وہ چیز ملتی ہے جس کی کہ وہ تمنا کرے اور ان گھروں کے مالک سے مانگنے والا ایک نہ ایک دن اپنے گوہر مقصود کو پا ہی لیتا ہے مساجد کے ضمن میں ایک بات یاد آ گئی۔ کچھ عرصہ ہوا۔ لاہور کی کسی لیڈی صاحبہ نے فرمایا تھا کہ ہمارے ملک کی ترقی کے درمیان یہ مساجد حائل ہیں۔ نعوذ باللہ من ذالک۔ لیکن اس کو پتہ نہیں کہ خداوند تعالیٰ جب کبھی اپنے بندوں کی مسلسل نافرمانیوں کی وجہ سے عالم دنیا پر قہر کی نظر کرتا ہے تو چونکہ ہر جگہ دنیا میں مساجد کے مینار دوسری عمارات سے بلند ہوتے ہیں ان کو دیکھ کر اسے رحم آ جاتا ہے۔ اور اس کی قہاری پھر رحیمی میں تبدیل ہو جاتی ہے ایک وقت گزرا ہے۔ کہ عیسائیوں کے ایک وفد نے دمشق کی جامع مسجد کو دیکھا تو انہوں نے کہا۔ کہ ہم یہ سمجھتے ہیں۔ کہ مسلمانوں کا یہ عروج وقتی ہے۔ مگر اس مسجد کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ مسلمان ایک زندہ قوم ہے۔ اور اسے زندہ رہنے کا حق حاصل ہے

فضائل قرآن کریم میں اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں۔ یعنی اللہ کے گھر وہی لوگ آباد کرتے ہیں جو اللہ پر اور آخرت پر ایمان رکھتے ہیں۔ نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے۔

دوسری جگہ ارشاد ہے "بیشک مساجد اللہ کے لئے ہیں۔ پس تم ان میں اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو"۔ ایک اور جگہ یوں فرمایا ہے "اور مسجدیں ہیں جن میں اللہ کا نام کثرت سے پڑھا جاتا ہے"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ جو شخص محض خدا تعالیٰ کی رضامندی کے لئے مسجد بناتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں گھر تیار فرماتا ہے۔ اور فرمایا کہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ جن سات آدمیوں کو اپنے سایہ میں جگہ دے گا جب کہ اس دن کسی کا سایہ نہ ہوگا۔ ان میں سے ایک وہ آدمی ہوگا جس کا مسجد سے اس قدر قلبی لگاؤ ہے کہ جب وہ ایک نماز پڑھ کر نکلتا ہے تو دوسری نماز کے وقت تک اس کا دل بے قرار رہتا ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ مجھ پر میری امت کی جو نیکیاں پیش کی گئیں۔ ان میں مساجد سے کوڑا کرکٹ اور مٹی وغیرہ نکالنا بھی شامل ہے۔ اور فرمایا اکیلا گھر پر نماز پڑھنے سے مسجد میں باجماعت نماز پڑھنے میں ستائیس درجہ ثواب زیادہ ہے اس لئے کہ جب آدمی نماز کے لئے گھر سے وضو کر کے مسجد کو جاتا ہے۔ تو ہر قدم کے بدلے ایک گناہ معاف اور ایک نیکی لکھی جاتی ہے اور جب تک نماز کی جگہ بیٹھا رہے تو نماز ہی میں شمار ہوگا بشرطیکہ بے وضو نہ ہو اور کسی کو تکلیف نہ دے۔ اور جامع مسجد میں جانے کا ثواب اور بھی کئی گنا زیادہ ہوگا۔ مسجد الحرام میں ایک لاکھ نمازوں کا اور مسجد نبوی صلعم میں پچاس ہزار نمازوں کا ثواب ملے گا۔

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا ہے۔ اللہ تعالےٰ کے نزدیک زمین میں سب سے افضل جگہیں مساجد ہیں اور سب سے بری جگہیں بازار ہیں۔ اور فرمایا۔ مساجد جنت کے باغ ہیں اور ان کے پھل سبحان اللہ، الحمد للہ، لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ، اور اَللّٰہُ اَکْبَرُ ہیں۔ فرمایا مساجد کی تعمیر اور صفائی ایمان کی علامت ہے۔

حضرت لاہوریؒ فرماتے ہیں۔ ایمان کی منڈیاں ہیں مساجد، دوکاندار ہے عالم ربانی، دوکان ہے اس کا سینہ، پونجی ہے ایمان،...... مال ہے قال اللہ و قال الرسول۔ اگر مسلمان ایمان کی پونجی لے کر کسی عالم ربانی سے قرآن مجید اور احادیث سنے گا تو پھر انشا اللہ ہدایت ہو جائے گی۔ ملفوظات طیبات صہ۱۲

آداب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی شخص مسجد میں داخل ہو تو پہلے دایاں قدم رکھے اور یہ دعا پڑھے اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ۔ اور جب مسجد سے نکلے تو بائیاں قدم باہر رکھے اور یہ دعا پڑھے۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ۔ اور فرمایا جب تم مسجد میں داخل ہو جاؤ۔ تو دو رکعت نماز پڑھ کر بیٹھ جاؤ فرمایا مسجد میں برے شعر اور خرید و فروخت

(باقی صفحہ ۱۸ پر)

۱۰ مارچ ۱۹۶۶ء

ٹیلیفون ۶۷۵۴۵

چیف ایڈیٹر
عبیداللہ انور

The Weekly "KHUDDAMUDIN"
LAHORE (PAKISTAN)

رجسٹرڈ ایل
نمبر ۶۰۴۷

منظور شدہ محکمہ تعلیم (۱) لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری G/۱۶۳۲۱ مورخہ ۳ مئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C ۲۳۶-۲۸۱ مورخہ ۲ ستمبر ۱۹۵۶ء
(۳) کوئٹہ ریجن بذریعہ چٹھی نمبری DD ۹-۲-۶۶/۹/۳۹ مورخہ ۲۴ اگست ۱۹۶۴ء

غارِ حرا

حضرت مضطر گجراتی

نازشِ جنت بنا تُو غیرتِ ایمن بنا
تُو رسولِ دو جہاںؐ کا اوّلیں مسکن بنا

تیرے ہر پتھر کی خوش بختی پہ کُہساروں کو رشک
تیرا ہر کانٹا بہشتِ نُور کا مامن بنا

قدرتاً تجھ کو بساطِ ارض پر رفعت ملی
تیرا دامن انجم و مہتاب کا دامن بنا

عظمتِ کون و مکاںؐ نے روشنی بخشی تجھے
سلسلہ امنِ مہذّب کا ترے کارن بنا

تُو جلو گاہِ نبیؐ، تُو مہبطِ رُوح الامیںؑ
سب سے پہلے تُو ہی سِرّ وحی کا مخزن بنا

نیّرِ بُرجِ رسالتؐ یوں ہُوا تجھ سے طلُوع
ایک اِک ذرّہ جہاں کا دیدۂ روشن بنا

آسمانی رحمتوں کی ابتدا تجھ سے ہُوئی
صُبحِ فاراں کا دریچہ تیرا ہر روزن بنا

آگئیں فطرت کو خود تنہائیاں تیری پسند
تیرا سینہ گوہرِ الہام کا معدن بنا

نغمہ زن تیری تجلّی سے ہوئے شام و عراق
مصر بھی تیرا ہی سازِ زمزمہ افگن بنا

تیرے پیغامِ حسیں کے پاسباں نجد و حجاز
تیرے جلووں کا امیں تُرکی بنا، اُردن بنا

آشنا تیری اذاں سے ساحلِ رُوم و فرانس
دشتِ افریقہ تری تہذیب کا آنگن بنا

تیری ممنونِ کرم ہے وادیِ رودِ کبیر
تیرا مرہُونِ نظر شیراز کا گُلشن بنا

کس قدر قُدرت فزا ہے تیرا اندازِ سکُوت
دشت میں لالہ بنا تو باغ میں سوسن بنا

ملّتِ بیضا کا اک بالواسطہ محسن ہے تُو
جو تیرا دُشمن بنا، اللہ کا دُشمن بنا

الغرض تیرے سراجِ نُور سے سارا جہاں
رفتہ رفتہ جلوہ گاہِ اہلِ علم و فن بنا